REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT No. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ۝ وعلٰی عبدہ المسیح الموعود ۝

REGD. No. P/GDP-3.

جلد ۲۵ — شمارہ ۲۹

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائبین: جاوید اقبال اختر۔ محمد انعام غوری۔

شرحِ چندہ

سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالکِ غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

The Weekly BADR Qadian PIN. 143516

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۲ر وفاء (جولائی)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

★ — حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے بھی احبابِ جماعت دعا فرماتے رہیں۔

قادیان ۱۲ر وفاء (جولائی) حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۱۲ر وفاء (جولائی)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

۱۶ر رجب ۱۳۹۶ھ — ۱۵ر وفاء ۱۳۵۵ ہش — ۱۵ر جولائی ۱۹۷۶ء

قادیان میں ہفتہ قرآن مجید کا بابرکت انعقاد

قرآن مجید سے متعلق مختلف موضوعات پر علمائے سلسلہ کی علمی تقاریر

از مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب مولوی فاضل۔ قادیان

نظارت دعوۃ وتبلیغ کے اعلان کے مطابق قادیان میں لوکل انجمن احمدیہ کے زیرِ اہتمام ہفتہ قرآن مجید مورخہ ۷۶/۷/۴ تا ۷۶/۷/۱۰ منایا گیا۔ ساتوں روز علمائے کرام نے قرآن مجید کی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں پر عالمانہ تقاریر فرمائیں۔ ساتوں روز کے اجلاس مسجد اقصیٰ قادیان میں پردہ کی رعایت سے بعد نمازِ عشاء منعقد ہوئے۔ تمام احمدی احباب ومستورات نے ذوق وشوق اور نیک جذبہ سے ہر روز کے جلسہ میں شرکت کر کے تقاریر سنیں اور علمی استفادہ کیا —!!

تلاوتِ قرآن مجید کے آداب

مورخہ ۴ر جولائی بروز اتوار محترم مولانا محمد حفیظ صاحب فاضل بقاپوری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی محمد یوسف صاحب انور کی تلاوت اور نظم خوانی کے بعد محترم الحاج مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی معلم مدرسہ احمدیہ قادیان نے زیرِ عنوان "تلاوتِ قرآن کریم کے آداب" حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے مختلف قرآنی آیات واحادیث پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ تلاوتِ قرآنِ کریم کے وقت تمام تر آداب کو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ اور قرآن کریم کو وہ عزت اور احترام دینا چاہیئے جس کا کہ وہ مستحق ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کے تحت قرآنِ کریم کی تلاوت کے وقت ظاہری پاکیزگی اور صفائی کو خاص طور سے ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ آپ نے اس انداز میں اپنے موضوع کو بیان فرمایا کہ حاضرین آخیر وقت تک پوری توجہ سے سنتے رہے۔

ترجمہ قرآن مجید سیکھنا اور سکھانا ضروری ہے

مورخہ ۵ر جولائی بروز پیر مکرم الحاج مولوی بشیر احمد صاحب فاضل معلم مدرسہ احمدیہ کی صدارت میں جلسہ کی کارروائی مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم کی تلاوتِ کلام پاک کے ساتھ شروع ہوئی۔ بعد ازاں محترم الحاج مولوی حکیم محمد دین صاحب معلم مدرسہ احمدیہ نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ کی تقریر کا عنوان "قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنا اور سکھانا ضروری ہے" تھا۔ مولوی صاحب موصوف نے مختلف قرآنی آیات اور اقوالِ خلفاء کرام پیش کرتے ہوئے احباب کو ترجمہ قرآنِ مجید سیکھنے اور دوسروں کو سکھانے کی طرف توجہ دلائی۔ اور بتایا کہ اس کے سیکھے بغیر ہم قرآن مجید کا پیغام تمام دنیا تک نہیں پہنچا سکتے۔ جبکہ قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام بنی نوعِ انسان کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے نہایت ہی دلچسپ انداز میں اپنے مضمون کو بیان فرمایا۔

قرآنی احکام دربارہ عبادات

مورخہ ۶ر جولائی بروز منگل کا اجلاس محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب معلم مدرسہ احمدیہ کی صدارت میں عزیزی احمد سعید متعلم مدرسہ احمدیہ کی تلاوتِ کلام پاک سے شروع ہوا۔ بعدہٗ محترم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد معلم مدرسہ احمدیہ نے احباب سے خطاب فرمایا۔ آپ نے "قرآنی احکام دربارہ عبادات" کو بیان کرتے ہوئے آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں اس امر کی وضاحت کی کہ قرآنِ مجید نے اللہ تعالیٰ کی محبتِ ذاتی اور عشقِ الٰہی کی سچی تڑپ پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حسن اور احسان کو جا بجا پیش کیا ہے جس کے نتیجہ میں روح بے اختیار پکار اٹھتی ہے کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ۔ موصوف نے بیان فرمایا کہ قرآن مجید نے جن عبادات کا حکم دیا ہے وہ نہایت جامع اور دیگر تمام مذاہب کا نچوڑ ہیں۔ مثلاً نماز میں قیام۔ رکوع۔ سجود وغیرہ سب اکٹھے کر دیئے یعنی ہر قوم وملک کا طریقۂ ادب اختیار کیا گیا۔ اسی تعلق میں آپ نے نماز کے آداب وبرکات واثرات نیز روزہ۔ حج اور زکوٰۃ کی عبادات کا قرآنِ مجید کی آیات کی روشنی میں نہایت عمدہ پیرایہ میں ذکر فرمایا۔

اہلِ خانہ سے حسنِ معاشرت قرآنِ کریم کے آئینہ میں

مورخہ ۷ر جولائی بروز بدھ کا اجلاس محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل معلم مدرسہ احمدیہ کی زیرِ صدارت محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب معلم مدرسہ احمدیہ کی تلاوتِ کلام پاک سے شروع کیا گیا۔ بعدہٗ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے "اہلِ خانہ سے حسنِ معاشرت قرآنِ کریم کے آئینہ میں" پر تقریر فرمائی۔ آپ نے پُر اثر انداز میں قرآنِ کریم کی مختلف آیات پیش کرتے ہوئے اہل وعیال اور دیگر قریبی اور دور کے رشتہ داروں سے حسنِ معاشرت کی تعلیمات کو احباب کے سامنے رکھتے ہوئے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ حسنِ معاشرت ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے باہمی پیار اور محبت بڑھتی ہے اور یکجہتی قائم رہتی ہے۔ علاوہ ازیں سارے معاشرہ پر بھی اس کا نیک اثر مرتب ہوتا ہے۔

یتیموں کی خبرگیری اور قرآنِ مجید

مورخہ ۸ر جولائی بروز جمعرات بعد نمازِ عشاء محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے کی صدارت میں خاکسار کی تلاوتِ کلامِ پاک کے ساتھ ہفتہ قرآنِ مجید کا پانچواں اجلاس شروع ہوا۔ بعدہٗ محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری فاضل نے "یتیموں کی خبرگیری اور قرآنِ مجید" کے عنوان پر احباب سے خطاب فرمایا۔ آپ نے قرآن مجید کی متعدد آیات پڑھتے ہوئے ان احکامات کو نہایت شاندار رنگ میں بیان فرمایا جو یتامیٰ سے متعلق ہیں۔ اور اس کے بدلے میں ملنے والے انعامات کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں یتیم کی خبرگیری نہ کرنے والے کے برے انجام کو قرآنِ کریم کی آیت وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ پیش کرتے ہوئے بیان کیا۔ اور حدیث اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ كَهَاتَيْنِ کے بموجب یتامیٰ کی خبرگیری کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا ذریعہ بتایا۔

مالی جہاد اور قرآنِ کریم

مورخہ ۹ر جولائی بروز جمعۃ المبارک خاکسار کی تقریر مذکورہ موضوع پر ہوئی۔ اس اجلاس کی صدارت محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب معلم مدرسہ احمدیہ نے فرمائی اور تلاوت مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم نے کی۔ خاکسار نے قرآن کریم کی متعدد آیات جن میں انفاق فی سبیل اللہ کے احکام واضح کئے گئے ہیں احباب کے سامنے رکھیں۔ اور مالی جہاد کو رضائے الٰہی اور انعاماتِ الٰہیہ کے حصول کا ذریعہ بتایا۔ اسی طرح اپنی جائداد اور مال ودولت کو پاک کرنے کا ذریعہ ثابت کیا۔ اور خدا کی راہ میں خرچ نہ کرنے والوں یا لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرنے والوں کے برے انجام کو بھی قرآنِ کریم کی روشنی میں احباب کے سامنے رکھتے ہوئے اس عبادت کو بھی کما حقہٗ بجا لانے کی طرف توجہ دلائی۔

برکاتِ قرآنی

مورخہ ۱۰ر جولائی بروز ہفتہ (آگے دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر وپبلشر نے جے ہند پرنٹنگ پریس نہرو گارڈن روڈ جالندھر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن: ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۵؍وفا ۱۳۵۵ہش

آگرہ کے ایک اخبار میں احمدیہ کانفرنس کا ذکر اور بعض اُمور کی وضاحت

جماعت ہائے احمدیہ اُتر پردیش کی سالانہ کانفرنس اس سال بتاریخ ۶ و ۷ ؍جون ہندوستان کے تاریخی شہر آگرہ میں منعقد ہوئی تھی۔ اس کی مکمل روئیداد احباب بدر میں پڑھ چکے ہیں۔ ہفتہ زیر اشاعت میں آگرہ سے شائع ہونے والے ایک ہفت روزہ "تاجور" کے دو شمارے موصول ہوئے ہیں۔ ان میں سے ۱۱؍جون کی اشاعت میں ایک تو دو روزہ کانفرنس کی مختصر مگر جامع رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ دوسرے اسی تعلق میں ایڈیٹوریل نوٹ بھی قلمبند کیا گیا ہے جس میں جامع مسجد آگرہ کے مفتی صاحب کی طرف سے کانفرنس کے موقع پر شائع کئے گئے ایک کتابچہ پر تنقید کی گئی ہے۔ کتابچہ کا کیا مضمون کیا تھا؟ ایڈیٹوریل نوٹ کے عنوان "دینِ مُلّا فی سبیل اللہ فساد" سے کافی روشنی پڑ جاتی ہے۔ ایڈیٹوریل نوٹ میں فاضل مدیر نے واضح کیا ہے کہ احمدیوں کی کانفرنس کے موقعہ پر اختلافی مسائل پر مشتمل کتابچہ کا شائع کیا جانا ملک میں نافذ ایمرجنسی کے احترام اور مسلم عوام کے مفاد کے منافی تھا۔

کانفرنس کی رپورٹ میں جہاں جماعت احمدیہ کے مقررین کی تقاریر کا خلاصہ سلجھے الفاظ میں درج کیا ہے تو ساتھ ہی مفتی جامع مسجد آگرہ جناب عبدالقدوس رومی صاحب کے کتابچہ کے بارہ میں احمدی مقررین کے ردّعمل کو جن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے وہ مطالعہ کے قابل ہیں۔ آپ نے لکھا ہے :-

"اس دو روزہ کانفرنس کے اجلاس کی صدارت جیسا کہ اعلان کیا گیا تھا، ڈاکٹر صالح محمد صاحب حافظ ایم اے پی ایچ ڈی حیدر آباد عثمانیہ یونیورسٹی نے کی۔ اور ہر دو روز اپنی تقریر میں اپنے موقف پر بھی روشنی ڈالی۔ کانفرنس کے دوسرے روز جس میں سابق ایم ایل اے شری دیو کی نندن ابھو نے شرکت کی۔ آخری دن تھا۔ اور جامع مسجد کے مفتی جناب عبدالقدوس رومی صاحب کے کتابچہ کی تشہیر اس کانفرنس کے ذہن پر غالب تھی۔ لہٰذا ہر مقرر نے مؤدبانہ طریقہ پر اس کا تذکرہ ضرور کیا۔ اور اس ضمن میں احمدی مقررین نے مفتی صاحب کے کتابچہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ جس طرح پاکستان نے یہ فیصلہ کیا کہ احمدی مسلمان نہیں بالکل اسی سے ملتی جلتی بات مفتی صاحب نے کہی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو کیا اس پر کوئی مُہر لگی ہوئی ہوتی ہے یا پیشانی پر لکھا ہوتا ہے کہ وہ مسلمان ہے؟ —— ارے مذہب انسان خود اختیار کرتا ہے اور دس سال کے بعد جب مردم شماری ہوتی ہے تو لوگ اپنی مرضی سے مذہب لکھواتے ہیں۔ مگر مفتی صاحب کے یہاں ایسا ہے کہ پاکستان کی طرح اگر مفتی صاحب کلمہ پڑھیں، نماز پڑھیں، اور دین کی بات کریں تو مسلمان۔ ہم کلمہ پڑھیں، نماز پڑھیں، قرآن حفظ کریں۔ جمع کریں اور شریعتِ محمدی کے مطابق سارے عمل کریں تو کافر ——!!

انہوں نے کتابچہ کے حوالہ سے کہا کہ ہمارا عیسائی مذہب کے ساتھ برابر مناظرہ رہا۔ مگر ہم حکومت کے خلاف بغاوت نہیں کرتے۔ اور اب بھی ہم اس حکومت کے وفادار ہیں جس کو ہم مذہب اور اسلام کی رُو سے جائز جانتے ہیں۔ ہمارا مذہب ہمیں حکومت کے خلاف بغاوت نہیں سکھاتا۔ ہم نے کبھی کسی ہڑتال یا مظاہرہ میں حصہ نہیں لیا۔" (ہفت روزہ "تاجور" آگرہ ۲۲ ؍۱۱ صفحہ ۴، ۲)

یہ ہے ایک سلجھے ہوئے دماغ کی رپورٹنگ اور حق و صداقت پر مبنی واقعات پر معتدل تبصرہ — فجزاہُ اللہ تعالےٰ احسن الجزاء۔

——— (۲) ———

ایڈیٹوریل نوٹ میں مدیر محترم نے کانفرنس کی افتتاحی تقاریر کا ذکر کرتے ہوئے احمدیہ جماعت کے بارہ میں بعض سوال اُٹھائے ہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ موصوف کو یا تو جماعت احمدیہ کے مبلغین سے ان نکات پر انہی دنوں میں بالمشافہ بات کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ یا یہ باتیں اُنہیں بعد میں Strike ہوئی ہیں۔ جو بھی صورت ہو، ایسا بیان کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں صاحب موصوف نے جو کچھ لکھا ہے صاف دلی سے لکھا ہے اور تحقیقِ حق کی خاطر! اس لئے صحافتی برادری کے ناطے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک جگہ صحیح صورتِ حال کی وضاحت کر دیں تا اگر کسی دُوسرے دوست کے ذہن میں بھی اسی طرح کے خیالات اُبھرے ہوں تو ان پر بھی بہ سہولت مطالعہ جماعت احمدیہ کا موقف واضح ہو جائے۔ سب سے پہلے آپ صاحب موصوف ہی کے الفاظ میں ان باتوں کا مطالعہ کیجئے! آپ لکھتے ہیں :-

"اس کانفرنس کے افتتاح پر کی گئی تقریر کا متن یوں ہے کہ مہدی ... امام مہدی علیہ السلام تک ... کو برحق ثابت کرنے کے لئے تقاریر میں گیتا، گورو گرنتھ صاحب اور قرآن سے انہیں اس دَور کا اوتار ثابت کیا گیا۔ جبکہ خود اُن کی رحلت کو اب سو سال ہو رہے ہیں۔ اور سو سال میں تو ایک مجدد کے بعد دوسرا آنا چاہیئے۔ چلئے پھر اگر اس کی صداقت پر ہی یقین کر لیں تو خود اُن کا نعرہ کہ ہم کسی کو بُرا نہیں کہتے یہاں غلط ہوتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ جب غلام احمد صاحب قادیانی اس دَور (جس کو سو سال ہو رہے ہیں) کے اوتار ہیں تو پھر سب ہندو، سکھ، عیسائی اپنا مذہب چھوڑ کر اُن کا مذہب اختیار کریں تب ہی تو سب کی کتابوں کی پیشین گوئی سچ ہو گی۔ اور اگر نہیں تو یہ غلط ہے۔ لہٰذا اس اختیاری مضمون کو لازمی بنانے کے لئے پھر کُفر در کُفر کی توہین حرکتیں آئیں۔ ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ ایک دین میں نے اختیار کیا اس پر میں چلوں دوسروں کو ترغیب دوں۔ مگر در پردہ اس کا بائیکاٹ کرا کے اپنے دین کو مسلط کرنے کی سعی پیہم کروں۔ مگر افسوس کہ یہ طریقۂ کار نہیں چلایا جا سکتا —"

یہ ہے صاحب موصوف کی طرف سے اُٹھائے گئے نکات کی مکمل عبارت۔ ہم نے اس پر نمبر لگا دیئے ہیں تا متفرق اُمور کی وضاحت میں سہولت رہے۔ فاضل مدیر محترم نے پہلے نمبر پر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ایک سو سال بعد دوسرے مجدد کے آنے کا سوال اُٹھایا ہے۔ سو واضح ہو کہ ہم لوگ جو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو مسیح موعود اور مہدی معہود جانتے ہیں، اس کی بنیاد قرآن کریم اور احادیث نبویہ ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں ایک لمبی حدیث نقل ہوئی ہے جس میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ مسیح موعود و مہدی معہود کے ظہور کے وقت خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام عمل میں آئے گا۔ ہمارا یقین ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی وفات (۱۹۰۸ء) کے بعد اُسی قسم کی خلافت کا قیام ہو چکا ہے۔ اب دینِ اسلام کی تجدید کے کام کے لئے کوئی الگ سے مجدد نہیں بلکہ یہ کام حضرت امام مہدیؑ کے خلفائے عظام کے ذریعہ ہی ہوتا چلا جائے گا۔ مشکوٰۃ شریف کی محولہ بالا حدیث اور دوسرے قرائن سے یہ بات بپایۂ ثبوت پہنچتی ہے کہ حضرت امام مہدیؑ کے ذریعہ قائم ہونے والی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا سلسلہ لمبے عرصہ تک چلتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے تجدیدِ دین کا کام بھی اسی بابرکت نظامِ خلافت کے ذریعہ ہی ہوتا چلا جائے گا۔ پس اس بات سے کوئی محظور لازم نہیں آتا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی بعثت پر سو سال بیت جانے کے بعد اگلی صدی کا مجدد آ جائے۔ جیسا کہ بیان ہوا جو بھی آئے گا وہ بہرحال حضرت امام مہدیؑ کی جماعت اور آپ ہی کی جاری کردہ لائنوں پر دینِ اسلام کے کام کو آگے بڑھاتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کے بنیادی نعرہ کہ ہم دوسرے مذہب والے کو بُرا نہیں کہتے یہ اپنی جگہ پر بالکل درست ہے۔ اور ہم اس پر قائم و دائم ہیں۔ ذرا غور تو فرمائیے کہ کسی دوسرے اہلِ مذہب کو بُرا نہ کہتے ہوئے بھی اُسے اُسی کے مذہب کی کسی ایسی عمدہ بات کی طرف توجہ دلانا جسے وہ بھُول چکا ہو بُری بات نہیں۔ یہ بالکل وہی انداز ہے جسے قرآنِ پاک نے اپنایا ہے۔ اگر آپ قرآن کریم کا بغور مطالعہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ قرآنِ کریم بار بار اہلِ کتاب کو اُن کی اپنی کتابوں میں نبی آخر الزمان کے بارہ میں مذکور پیشگوئیوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے دعوتِ ایمان دیتا ہے۔ اور اس طرح کا دعوت دینا بقول مدیر محترم "اختیاری" ہی رہتا ہے۔ اسے کسی وقت بھی لازمی بنانے کی نہ قرآن مجید نے تعلیم دی ہے اور نہ ہی احمدیہ جماعت لازمی قرار دیتی ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن کریم کی حسب ذیل مشہور و معروف آیتِ کریمہ بہت ہی واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (بقرہ : ۲۵۶) یعنی دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔ کیونکہ ہدایت اور گمراہی کا باہمی فرق خوب ظاہر ہو چکا ہے۔

سورۃ الکہف میں فرمایا : "وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ۔" (آیت ۳۰) اور تو لوگوں میں اس امر کا اعلان کر دے کہ یہ حق بات (یعنی دینِ اسلام اور قرآن پاک کی سچائی) تیرے رب کی طرف سے ہی نازل ہوئی ہے۔ پس جو چاہے اپنی مرضی سے اس پر ایمان لائے اور جو چاہے اپنی پوری ذمہ داری سے اس کا انکار کر دے۔ (کسی طرح کا جبر نہیں ہے)

یہی وہ مقام ہے جہاں سے احمدی نقطۂ نظر کا علمائے زمانہ کے خیال و عمل سے زبردست فرق نمایاں ہو جاتا ہے۔ احمدی نقطۂ نظر تو بالکل وہی ہے جس کی وضاحت قرآنی آیات کی روشنی میں اُوپر ہو چکی ہے۔ اس کے برعکس اس زمانہ کے علماء حضرات ہیں جو اس طور کی مذہبی رواداری اور معتدل لائحۂ عمل کے قائل نہیں بلکہ جناب مودودی صاحب جیسے علماء بڑا سخت رویّہ اپنائے ہوئے ہیں۔ بطورِ مثال قتلِ مُرتد کے بارہ میں اُن کے مخصوص نظریّہ پر غور کیا جانا ہی کافی ہے۔

جیسا کہ اُوپر واضح ہو چکا احمدیہ جماعت دینی تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں آیت کریمہ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ (النحل : ۱۲۶) کہ اے رسولؐ! تو لوگوں کو حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ اپنے رب کی راہ کی طرف بُلا اور اس طریق سے جو سب سے اچھا ہو اُن سے اُن کے اختلافات کے متعلق بحث کر، کے مطابق عمل کرتی ہے۔ اور ہم احمدی لوگ اسی حکمِ الٰہی کے مطابق ساری دُنیا کو محبت و اُلفت کے ساتھ اچھی بات کی ترغیب دینے تک ہی اپنی مساعی کو محدود رکھتے ہیں۔ ہمارا نظریّہ یہی ہے کہ ہم نے دُنیا کے دلوں کو محبت و اُلفت کے ساتھ ہی جیتنا ہے۔ اور خدا کے فضل و کرم سے ہم لوگوں کو عالمگیر سطح پر اسی طرح کی نمایاں کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ پریم اور محبت کے ساتھ دعوت دینے کے لئے کبھی جس بھائی کو ہماری بات اپیل نہیں کرتی، ہم نہ تو ... اور نہ ہی کھلم کھلا اس کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ (آگے دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ کاملہ سے سلسلۂ نظامِ قدرت میں قضاء و قدر کو اسباب سے وابستہ کر دیا ہے

اسلامی تعلیم کے مطابق قضاء و قدر کا مسئلہ جبر کا نہیں بلکہ انسان کو صاحبِ اختیار بنانے کا مسئلہ ہے

ہاں انسان کے اختیارات ایک اندازہ کے مطابق ہیں اور وہ اپنے اختیارات میں اپنے اندازہ سے باہر نہیں جا سکتا!

نظامِ قضاء و قدر کی رُو سے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اختیار کی قدر کو پہچانو اور اسکی نعمتوں کے حصول کیلئے ہمیشہ کوشاں رہو

از سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۵ر امان ۱۳۵۵ ہش مطابق ۵ر مارچ ۱۹۷۶ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہّد و تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

کیا قضاء و قدر کے مسئلے کے نتیجہ میں انسان کی زندگی میں جبر پایا جاتا ہے۔ اور وہ صاحبِ اختیار نہیں رہتا؟ عام طور پر عیسائی یہ اعتراض کرتے آئے ہیں کہ چونکہ اسلام نے تقدیر پر اور قضاء و قدر پر ایمان لانے کی تعلیم دی ہے اس لئے اسلام جبر کا قائل ہے اور انسان کو صاحبِ اختیار نہیں سمجھتا اور اگر انسان صاحبِ اختیار نہیں ہے تو پھر

جزاء سزا اور دوسرے مسائل

خود بخود ساقط ہو جاتے ہیں۔ جنت کس کو ملے گی اور کس کو نہیں ملے گی، یہ سوال ہی ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اگر ہر فعل انسان نے بامر مجبوری کرنا ہے اور اپنے عمل میں وہ صاحبِ اختیار نہیں ہے تو پھر اس کو اجر کیسا اور ثواب کیسا؟ لیکن غیر مذاہب اور خصوصاً عیسائیت ہی نہیں بلکہ اسلام کی طرف منسوب ہونے والوں میں سے بھی بعض اس مسئلے کو صحیح طور پر نہیں سمجھتے آئے۔ اور اُمتِ مسلمہ کے اندر اس قسم کے گروہ پیدا ہوتے رہے ہیں جو اس بارہ میں شکوک و شبہات میں مبتلا رہتے رہے۔ چنانچہ اس وقت میں قضاء و قدر اور جبر کے مسئلے پر کچھ کہوں گا۔ انشاء اللہ۔

مَیں نے پچھلے خطبہ میں بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ کاملہ سے سلسلۂ نظامِ قدرت میں قضاء و قدر کو اسباب سے وابستہ کر دیا اور باندھ دیا ہے۔ سلسلۂ نظامِ قدرت سے مُراد وہ قوانینِ قدرت ہیں جو ہمیں اس کائنات میں جلوہ گر نظر آتے ہیں۔ اور مَیں نے بتایا تھا کہ قوانینِ قدرت نہایت ہی حکیمانہ آثارِ صفات کا نام ہے۔ گویا سُنّت اللہ یا عادت اللہ ہی کو قوانینِ قدرت کہا جاتا ہے۔ اور نظامِ قدرت کا جو سلسلہ ہے اس میں ہمیں اسباب کام کرتے نظر آتے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ نے اپنی حکمتِ کاملہ سے اپنی صفات کے آثار کو اس طرح پر ظاہر کیا ہے کہ اُس نے کچھ اسباب مقرر کئے ہیں جن سے نتیجہ نکلتا ہے۔ اور اس کائنات میں بنیادی طور پر

تدریج کا اصول

قائم کیا گیا ہے۔ مثلاً آم کی گٹھلی ہے وہ زمین میں لگائی جاتی ہے۔ اگر اُس کو اسباب میسّر آ جائیں تو وہ زندہ رہتی ہے۔ اور اگر اسباب میسّر نہ آئیں تو اُس گٹھلی سے جو آم کا درخت پھوٹتا ہے وہ اپنی ابتدائی عمر میں ہی مر جاتا ہے۔ پھر اگر اسباب میسّر آتے رہیں تو ایک خاص عمر کو پہنچ کر جو تقدیر میں مقدّر ہے اس کے شگوفے نکلتے ہیں۔ پھول آتے ہیں اور وہ پھل دینے لگ جاتا ہے۔ پھر وہ ایک خاص عمر تک پھل دیتا رہتا ہے۔ پھر ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں کہ اُس آم کی عمر ڈھلنے لگتی ہے۔ اور پھل کم ہونے لگتا ہے۔ اور ٹہنیوں میں خشکی کے آثار آنے لگتے ہیں۔ اور زندگی کی طراوت کم ہونی شروع ہوتی ہے اور پتوں کا حُسن ماند پڑنے لگ جاتا ہے۔ اور پھر ایک عُمر گذار کے وہ درخت مر جاتا ہے۔ پس اِس کائنات میں تدریج کا اصُول اور اسباب مقرر ہیں۔ اور اِس کو ہم قانونِ قدرت کہتے ہیں۔ اور قضاء و قدر کو اِن اسباب کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے:-

خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا (الفرقان آیت ۳)

کہ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اور اس کے لئے ایک اندازہ مقرّر کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اندازوں سے تو کوئی چیز باہر نہیں جا سکتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کے مقرّر کردہ اندازوں کے اندر رہتے ہوئے اور ان کے مطابق ہی زندگی UNFOLD ہوتی ہے۔ اس کے خُفیہ خواص ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ ایک بالکل چھوٹے سے بیج یا گٹھلی سے زندگی شروع ہوتی ہے۔ اور پھر وہ نشو و نما پاتی ہے اُسی گٹھلی کے اندر یہ انتظام ہے کہ ہزاروں بلکہ شاید لاکھوں پتّے اپنے اپنے وقت کے اُوپر نکلتے ہیں۔ مثلاً آم کے درخت کے سارے پتّے ایک موسم میں یا ایک سال میں تو نہیں نکل آتے۔ بلکہ کچھ جھڑتے ہیں اور کچھ نکلتے ہیں۔ اِس کے کچھ اسباب ہیں۔ اور اس کی کوئی عِلل ہیں۔ اور یہ اُن کے معلول بن جاتے ہیں۔ اور اسی طرح ایک سلسلہ چلتا ہے۔ مَیں نے پچھلے خطبہ میں دُعا کے سلسلہ میں ایک اَور رنگ میں اس کے متعلق بتایا تھا۔ آج مَیں جبر کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے۔ اِس اندازہ کی وجہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انسان صاحبِ اختیار نہیں رہا بلکہ اِس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے اختیارات ایک اندازہ کے مطابق ہیں۔ اور وہ اپنے اختیارات میں اُس اندازہ سے باہر نہیں جا سکتا۔ اور اس کو یہ اختیارات دینا بھی کہ اس دائرہ کے اندر انسان آزاد ہے یہ بھی

خدا تعالیٰ کی تقدیر

ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت کا اور انسانی خُو کا اندازہ کیا تو اِس کا نام اُس نے تقدیر رکھا جس کا اِس آیت میں ہمیں عِلم دیا گیا ہے۔ اور اندازہ یہ ہے کہ فلاں حد تک انسان اپنے اختیارات برت سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ بڑی موٹی چیز ہے بچّے بھی اس کو سمجھ جائیں گے۔ کہ ہمیں یہ اختیار نہیں ہے کہ ہم ہوا کے بغیر زندہ رہ سکیں ہم سانس روک لیں اور سانس لیں ہی نہ۔ اور پھر بھی زندہ رہ سکیں۔ یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ اسی طرح ہمیں خدا تعالیٰ نے یہ اختیار نہیں دیا کہ ہم پانی نہ پئیں، اور اپنی حیات کو قائم رکھ سکیں۔ کیونکہ پانی کو ایک سبب اور علّت بنایا گیا ہے۔

خدا تعالیٰ کی قدرت ہیں اور اس کے جو آثار الصفات ظاہر ہوئے ہیں ان کے اندر پانی کو حیات کے قائم رکھنے کا ایک سبب بنایا گیا ہے۔ قرآن شریف نے اس پر دوسری آیات میں روشنی ڈالی ہے۔ پھر غذا ہے۔ ہمارے علم میں مارسیٹس کی بعض بڑی تیز مرچیں بھی آتی رہتی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے تمہیں یہ اختیار نہیں دیا کہ تمہارے معدے میں سوزش ہو اور پیچش کی وجہ سے انتڑیوں میں خراش آئی ہوئی ہو اور تم مارسیٹس کی ایک چھٹانک تیز مرچیں کھالو اور تمہیں تکلیف نہ ہو۔ تمہیں یہ اختیار نہیں ہے۔ پس ہماری زندگی کے جو عام اصول ہیں اُن میں یا ہمارے کھانے پینے کی جو چیزیں ہیں اُن میں ہمیں یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ ہم غلط چیزیں استعمال کریں اور ہمیں صحیح نتیجہ مل جائے۔ البتہ ہمیں یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر ہم اپنی صحت کو قائم رکھنا چاہیں تو خدا تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق اور اس کی ہدایت کے مطابق متوازن غذا کھائیں۔ کیونکہ غذا کا صرف ایک جزو نہیں ہے کہ صرف نشاستہ ہے یا صرف پروٹینز (یعنی لحمیات) ہیں۔ بلکہ بہت ساری چیزیں ہیں۔ مثلاً گوشت کی قسم جو پروٹینز ہیں، ان کی پھر آگے کئی قسمیں ہیں۔ پروٹین ہمیں گوشت سے ملتی ہے۔ پروٹین ہمیں دودھ سے ملتی ہے۔ پروٹین ہمیں پنیر سے ملتی ہے، پروٹین ہمیں اخروٹ سے اور دوسرے NUTS یعنی گریوں وغیرہ سے ملتی ہے۔ مثلاً بادام، پستہ اور درجنوں اس قسم کی چیزیں ہیں۔ ڈاکٹر اب اِس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق پروٹین میں بھی ایک توازن قائم رکھنا چاہیئے۔ خدا کو تو وہ نہیں جانتے۔ یہ فقرہ مَیں کہہ رہا ہوں۔ بہرحال ڈاکٹر یہ کہتے ہیں کہ انسان نے اگر صحت مند رہنا ہے تو اس کو اپنی روزانہ کی پروٹین کی مقدار میں بھی آگے یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ اتنے فیصد مَیں گوشت سے حاصل کروں گا۔ (گوشت کی آگے پھر کئی قسمیں بن جاتی ہیں۔ مچھلی وغیرہ لیکن اس کو مَیں چھوڑتا ہوں) اور اتنے فیصد مَیں پنیر سے حاصل کروں گا۔ اور اتنی دودھ سے لوں گا۔ اور اتنی بادام وغیرہ سے لوں گا۔ اور اتنی مَیں LEGUMES یعنی دالوں سے لوں گا۔ دالوں میں سے کسی میں کم پروٹین ہوتی ہے اور کسی میں زیادہ۔ بہرحال خدا تعالیٰ کی شان ہے اُس نے بے تحاشا چیزیں بنا دیں اور ہمیں کہا کہ

وَضَعَ الْمِیْزَانَ۔ اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ (الرحمٰن آیت ۸-۹)

کہ اس نے میزان پیدا کیا ہے اور تمہیں حکم یہ ہے کہ اِس اصولِ میزان کو، اِس بیلنس (BALANCE) کو توڑنا نہیں۔ اب انگریزوں نے بالکل اسی لفظ کا ترجمہ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں BALANCED DIET یعنی متوازن غذا۔ قرآنِ کریم نے چودہ سو سال پہلے کہا تھا کہ خدا نے ہر چیز میں میزان بنایا ہے۔

اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ

تمہیں حکم یہ ہے کہ اِس اصول کو نہ توڑنا۔ اِس بیلنس (BALANCE) کو UPSET نہ کر دینا۔ ورنہ تمہاری صحتیں خراب ہو جائیں گی۔ پس ہمیں یہ تو اختیار ہے کہ ہم متوازن غذا کھائیں۔ وزن کو برقرار رکھیں۔ اور ہمیں ٹھیک صحت مل جائے۔ یا ہم اس اصول کو توڑیں اور بیمار ہو جائیں۔ 'اِذَا مَرِضْتُ' میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان خود بیمار ہوتا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی شفاء کے لئے جھکتا ہے۔ لیکن ہمیں یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ ہم گوشت کھائیں اور ہماری خواہش یہ ہو کہ ہمیں نشاستہ مل جائے۔ اور ہمیں یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ ہم کھائیں پنیر اور یہ سمجھیں کہ ہمارے جسم میٹھے کا فائدہ حاصل کرلیں۔ یہ بات ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ وہاں خدا تعالیٰ نے اپنا قانون چلایا ہے۔

پس ایک دائرہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دیا ہے۔ جب انسان کی فطرت کو پیدا کیا گیا تو اُس فطرت کے اندر یہ اندازہ تھا اور یہ قضاء و قدر تھی کہ اِس دائرہ کے اندر انسان کو آزاد رکھا جائے گا۔ تو تقدیر میں جبر نہیں ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کا خلق کا یہ جلوہ کہ اُس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کی خو اور فطرت کا ایک اندازہ کیا یہ اس کی تقدیر ہے۔ اور یہ اس کا اندازہ ہے یہ تقدیر جبر نہیں ثابت کرتی بلکہ

اِسلامی تعلیم کی روشنی میں

یہ تقدیر انسان کے اختیار کو ثابت کرتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ مَیں نے ہر چیز کا اپنا ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے۔ انسانی فطرت کی آزادی اور اس سے جو اختیارات ہیں یہ تقدیر نے اس کو دیئے ہیں۔ اپنی طرف سے وہ انہیں حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ یہ نہیں، سکتا کہ خدا تعالیٰ کائنات میں ایک حاکم جابر کی طرح ... اور انسان

کہے کہ نہیں مَیں ایک دُوسرا حکم جاری کروں گا۔ انسان خدا تعالیٰ سے لڑنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ لیکن بعض دفعہ انسان اپنی حماقت یا جہالت کے نتیجہ میں یا اس کے اندر شیطانی خُو جوش مارتی ہے، اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ سے لڑ پڑتا ہے۔ لیکن اس کا اثر وہ نہیں نکلتا جو وہ چاہتا ہے کہ نکلے۔ پس انسان کو آزاد رکھنا اور اس کو اختیار دینا خدا تعالیٰ کی تقدیر کا حصہ ہے۔ اور اس نظامِ قدرت میں جو قوانینِ قدرت چل رہے ہیں، اُن میں قضاء و قدر کو اللہ تعالیٰ کی حکمتِ کاملہ نے اسباب کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ اور باندھ دیا ہے۔

خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا کی یہ تفسیر جو مَیں بتا رہا ہوں یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفسیرِ قرآنی کے متعلق ہمیں بہت سے اصول بتائے ہیں۔ اس کی تفصیل میں تو مَیں نہیں جاؤں گا وہ علیحدہ مضمون ہے۔ ایک بات آپؑ نے یہ بتائی ہے کہ

قرآنِ کریم خود اپنا مُفسّر ہے

یعنی اپنی تفسیر خود قرآنِ کریم کر رہا ہے۔ چنانچہ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا کے یہ معنی کہ خدا تعالیٰ نے اپنی تقدیر سے اور اپنی قضاء و قدر سے انسان کو صاحبِ اختیار بنا دیا ہے یہ معنی دُوسری آیات سے وضاحت کے ساتھ ثابت ہونے چاہئیں۔ اگر قرآنِ کریم میں کسی اَور جگہ بڑی وضاحت کے ساتھ اس کی ضد ہو تو پھر یہ تفسیر غلط ہو جائے گی۔ پس قرآنِ کریم اپنی صحیح تفسیر کے لئے کسی غیر کا محتاج نہیں ہے۔ بلکہ یہ اپنی آیات کی خود تفسیر کرتا ہے۔ یہ ایک عظیم کتاب ہے۔

دیکھو! قرآنِ کریم نے ایک جگہ فرمایا۔ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعْیَہٗ سَوْفَ یُرٰی۔ (النجم آیت ۴۰-۴۱) کہ اجر حاصل کرنے کے لئے عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ انسان کو وہی ملتا ہے جس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے۔ اور ایک جگہ فرمایا ہے فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ (الصف آیت ۶) بعض لوگ اس پر اعتراض کر دیتے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے اُن کے لئے گمراہی کا انتظام پیدا نہیں کیا۔ خدا تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ جب انہوں نے حق سے رُوگردانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی فطرت میں جو حق کی مناسبت رکھی تھی اس مناسبت کو زائل کر دیا اور وہ اُن کے اندر نہیں رہی اور یہ قانونِ قدرت ہے کہ جو آدمی بدی کرتا ہے اور بدی پر اصرار کرتا ہے وہ بدی کی نفرت کو کھو دیتا ہے۔ اور اس کے اندر اس کو خوشی اور لذت محسوس ہوتی ہے۔ اور یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ اس کی ظاہری اور موٹی مثال یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے قانونِ قدرت میں سُورج کو روشنی دینے کے لئے بنایا ہے۔ لیکن انسان کے لئے اس نے یہ قانون بنایا ہے کہ اگر وہ کھڑکیوں اور دروازوں والے کمرے بنائے تو اگر وہ دن کے وقت کھڑکیں دروازے کھلے رکھے یا اُن پر شیشے لگے ہوئے ہوں تو کمرے کے اندر روشنی آئے گی۔ ہم ایسے دروازے لیتے ہیں جن میں شیشے وغیرہ نہیں لگے ہوئے تو اگر دروازے کھلے ہوں گے تو کمرے میں روشنی آئے گی یہ قانونِ قدرت ہے۔ اور اگر کوئی شخص اپنے کمرے کے دروازے بند کر دے اور شیشہ وہاں کوئی نہیں لگا ہوا تو وہاں پر اندھیرا ہو جائیگا۔ یہ قانونِ قدرت ہے۔ ہر فعل جو انسان سے صادر ہوتا ہے وہ اس کی مرضی سے ہوتا ہے۔ اب وہ صاحبِ اختیار ہے کہ چاہے تو اپنے کمرے کا دروازہ بند کرے اور چاہے تو اپنے کمرے کا دروازہ بند نہ کرے۔ اس کو یہ اختیار حاصل ہے۔ لیکن جب وہ دروازہ بند کرتا ہے تو اُس کے اِس فعل پر کہ اُس نے سب دروازے اور کھڑکیاں بند کر دیں اور وہاں کوئی شیشہ بھی نہیں لگا ہوا، اللہ تعالیٰ ایک اثر پیدا کرتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہاں پر اندھیرا کر دیتا ہے۔ یہ انسان کا فعل ہے کہ اُس نے دروازے کھڑکیاں بند کر دیں اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ اثر پیدا کیا کہ وہاں پر اندھیرا کر دیا۔ اسی طرح اندھیرے کمرے میں کھڑکیاں دروازے کھولنے کا عمل انسان کا ہے۔ اور اس کے بعد جو روشنی ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے قانونِ قدرت کے مطابق ہوتی ہے۔ پس

انسان اپنے دائرہ میں صاحبِ اختیار ہے

اور انسان کا یہ اختیار اور انسان کی یہ آزادی قضاء و قدر ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا اور یہ اندازہ قائم کیا اور مقرر کیا ہے کہ اس حد تک نوعِ انسانی اپنے دائرہ میں آزاد رہے گی۔ اور نوعِ انسانی کا ہر فرد اپنے اپنے دائرۂ استعداد میں آزاد رہے گا۔ ہر انسان کا دائرۂ استعداد مختلف ہے۔ مثلاً ہر انسان علم کے حصول میں ایک جیسی ترقی نہیں کر سکتا۔ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کا اصول تو یہ ہے کہ اجر کے

حصول کے لئے تمہارا عمل ضروری ہے اگر تم عمل نہیں کرو گے تو تمہیں اجر نہیں ملے گا۔ اس میں جبر کہاں ہے ہوا بالکل پوری طرح آزادی کا اعلان کر دیا ہے۔ لیکن ہر شخص دوسرے شخص جیسا اور اتنی عقل والا عمل نہیں کر سکتا ہر ایک کا اپنا ایک دائرۂ استعداد ہے جو بڑے بڑے موجد ہیں ان کی استعداد اور ہے۔ مثلاً جنہوں نے ایٹم کی طاقت کا علم حاصل کیا (گو اب اسے غلط طرف لے گئے ہیں) اس شخص کو خدا تعالیٰ نے اتنی ذہنی طاقت دی تھی کہ وہ اس میدان میں یہ چیز ایجاد کر لیتا یہ ہر شخص کا کام نہیں تھا۔ لیکن یہ طاقت اور قوت اس کو خدا تعالیٰ نے دی تھی۔ پس تقدیر کو جن معنی میں قرآن کریم استعمال کرتا ہے اس میں موٹی بات یہ ہے کہ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا میں تقدیر کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے اور یہ تقدیر خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں کو ضائع نہیں کرتی۔ کیونکہ وہ خود اس نے دی ہے۔ البتہ ان قوتوں کی تعیین اور حدبندی اور اندازہ کر کے ان کو ایک دائرہ استعداد کے اندر رکھ دینا۔ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اور اس دائرے کے اندر انسان کا اختیار ہے ہر انسان ولایت کے اعلیٰ مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔ خدا تعالیٰ کا نیک بندہ اپنے دائرۂ استعداد میں خدا تعالیٰ کے پیار کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے اور اسے پا بھی لیتا ہے۔ یہ تو درست ہے لیکن ہر انسان کا استعداد کا دائرہ ایک جیسا نہیں ہوتا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نوع انسانی میں سب سے زیادہ اور عظیم استعدادوں کے حامل بنا کر پیدا کئے گئے تھے جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کلام سے ہمیں پتہ لگتا ہے نہ آپ سے پہلے کسی ماں نے اتنی عظیم استعدادوں، طاقتوں اور صلاحیتوں والا بچہ پیدا کیا اور نہ آئندہ پیدا کرے گی اسی وجہ سے قرآن عظیم جیسی کتاب آپ پر نازل ہوئی اور رحمۃ للعالمین کی حیثیت سے آپ دنیا کی طرف مبعوث کئے گئے۔ یہ آپ ہی کی استعداد تھی۔ اور اتنی عظیم استعداد کے مالک نے ہمیں یہ بھی کہا کہ

دین العجائز اختیار کرو

کیونکہ ایک گروہ ایسا ہے جو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ پس زیادہ گہرائیوں میں نہ جایا کرو جو تمہیں حکم ہے وہ کرو اور تمہاری استطاعت کے مطابق یعنی جتنی تم میں ثواب حاصل کرنے کی طاقت اور قوت ہے، اس کے مطابق تمہیں ثواب مل جائے گا۔ ورنہ اگر تم اپنی طاقت سے آگے جاؤ گے تو شیطان کے لئے رستے کھل جائیں گے۔ جیسا کہ اگر ایک شخص کے معدے کو اللہ تعالیٰ نے دو چھٹانک آٹا ہضم کرنے کی طاقت دی ہے اور وہ ایک سیر کھا لیتا ہے تو بدہضمی ہو جائے گی اور اگر کسی کے معدے کو آدھ سیر آٹا کھانے کی طاقت ہے۔ جیسا کہ عام طور پر ہمارے زمینداروں کے معدے کو یہ طاقت ہے تو اگر وہ دو چھٹانک کھائیں گے تو وہ کمزور ہو جائیں گے اگر وہ دو سیر کھا لیں گے تو وہ بھی خرابی پیدا کرے گا اور بدہضمی ہو جائے گی اسی طرح انسان کی ظاہری زندگی میں ہم ہزاروں مثالیں ایسی دے سکتے ہیں کہ انسان استعداد سے نہ ادھر ہو سکتا ہے نہ ادھر ہو سکتا ہے لیکن استعداد کے اندر اس کو آزادی ہے مثلاً اس کو یہ آزادی ہے کہ اس نے اپنی ذات کے متعلق غور کر کے محاسبہ نفس کر کے اور اپنی طبیعت اور فطرت اور عادات اور اپنے جسم کے مختلف حصوں کی طاقتوں کو مدنظر رکھ کر

خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے

جو پروگرام بنایا ہے اس پر عمل کرے اور اپنی استعداد کے مطابق خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرے اس کو یہ آزادی حاصل ہے اور اسی کو ہم تقدیر کہتے ہیں یعنی انسان کو صاحب اختیار بنانا اور اس کو آزادی دینا یہ الٰہی تقدیر ہے اس نے یہ چاہا کہ ایسا ہو فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا اگر اللہ نہ چاہتا تو انسان کبھی آزاد نہ ہوتا

انسان کے بارے میں تقدیر اور اندازے کے متعلق قرآن کریم میں بیسیوں آیات ہیں پہلے مجھے خیال آیا کہ پہلے میں ایسی بیس آیات منتخب کر کے انہیں اس خطبے کا حصہ بنا دوں لیکن پھر میں نے سوچا کہ پہلے میں اصولی بات ذہن نشین کرانے کی کوشش کروں اور اس کے بعد دوسری طرف آؤں پس قرآن کریم ان آیات سے بھرا پڑا ہے جن سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ انسان کو اپنے عمل کی جزا ملے گی مثلاً ایک آیت یہ ہے کہ تم میں سے جو بھی اعمال صالحہ بجا لائے گا مرد ہو یا عورت اس کو ان کے مطابق جزا ملے گی۔ میں نے بتایا ہے کہ قرآن کریم میں بیسیوں آیات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان مجبور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر جبر کا قانون لاگو نہیں ہے۔ بلکہ اس کو صاحب اختیار بنایا گیا ہے اور اس کو آزادی دی گئی ہے لیکن اس کو ایک اندازے کے مطابق آزادی دی گئی ہے اور فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا میں اس کا اعلان کیا گیا ہے اور قرآن کریم ایسی آیات سے بھرا پڑا ہے تم میں سے کوئی شخص اپنی غفلتوں میں زندگی گذارتے ہوئے خدا تعالیٰ پر یہ الزام نہیں دھر سکتا کہ اس نے ہمیں پیار کیوں نہیں دیا حالانکہ تم تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق مہدی پر ایمان لے آئے تھے تمہیں صرف یہ حکم تو نہیں دیا گیا تھا کہ ایمان لاؤ بلکہ تمہارے لئے اس دائرہ استعداد کے اندر جس میں تمہیں آزاد کیا گیا ہے۔ ہزاروں راستے ایسے کھولے گئے تھے جن میں سے ہر راہ کو اختیار کرنے یا نہ کرنے میں تم آزاد تھے اور تمہیں کہا گیا تھا کہ اگر تم ان کو اختیار کرو گے تو تمہیں ثواب ملے گا۔ اور اگر تم ان کو اختیار نہیں کرو گے تو جس حد تک تم ان راہوں کو اختیار نہیں کرتے اس حد تک

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مستحق

نہیں ٹھہرو گے اسی طرح ہزاروں راستے تمہارے اوپر بند کئے گئے تھے اور کہا گیا تھا کہ یہ کام نہیں کرنے یہ خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی باتیں ہیں اگر ان ممنوعہ راہوں میں سے بعض راہوں کو تم اختیار کرو تو خدا تعالیٰ کا غضب تم پر آئے گا۔ لیکن یہ اس لئے نہیں کہ تم مجبور ہو بلکہ اس لئے کہ تم کو آزادی دی گئی تھی کہ تم چاہو تو ان غلط راہوں کو جو خدا تعالیٰ کے غضب اور قہر کی طرف لے جانے والی ہیں اختیار کرو تم آزاد تھے تم نے خود اپنے لئے جہنم کے سامان پیدا کرنے لیکن اگر تم ہر غلط راہ سے بچو اور تقویٰ کی راہ کو اختیار کرو تو پھر نیکی کی راہیں تمہارے لئے آسان ہو جائیں گی۔

پس قضاء و قدر کا مسئلہ جو اسلام پیش کرتا ہے بلکہ وہ انسان کو صاحب اختیار بنانے کا مسئلہ ہے وہ انسان کو ایک دائرے کے اندر آزاد رکھنے کا مسئلہ ہے، وہ انسان کی

دینی اور دنیوی ترقیات کی راہیں

کھولنے کا مسئلہ ہے یہ مسئلہ اتنا عظیم ہے کہ دنیا کا کوئی مذہب اس کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا نہ عیسائیت نہ یہودیت اور نہ کوئی اور مذہب اور نہ کوئی عقل انسانی کا تراشیدہ علم اس کے مقابلے میں ٹھہر سکتا ہے جس جگہ عیسائیوں نے قضاء و قدر کی وجہ سے یہ اعتراض کیا کہ اسلام جبر کی تعلیم دیتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اس جگہ اسلام کی عظیم شان بیان کی اور اسلام کے حسن کو دنیا کے سامنے رکھا اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کے سمجھنے اور ہمیشہ اس کے یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ انسان کو بعض دفعہ شیطان اس طرح بھی ورغلاتا ہے۔ کہ انسان خود گناہ کرتا ہے لیکن کہتا ہے کہ کیا کریں بس تقدیر تھی اس لئے گناہ ہو گیا خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے مقدر نہیں کیا کہ تم گناہ کرو بلکہ خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے یہ مقدر کیا ہے کہ چاہو تو گناہ کرو چاہو تو

گناہ سے بچو

چاہو تو نیکیاں کرو اور چاہو تو نیکیاں کرنے سے انکار کرو اور جب تم اپنے اختیار سے نیکیاں کرو گے تو خدا تعالیٰ دوڑتا ہوا آئے گا اور تمہیں اپنے دامن رحمت میں لپیٹ لے گا۔ ورنہ تم خود ذمہ دار ہو اور خدا تعالیٰ پر یا کسی انسان پر اس کا الزام نہیں دھرا جا سکتا۔ پس اپنی اس آزادی اور اس اختیار کی قدر کو پہچانو جو خدا تعالیٰ نے اپنی تقدیر اور قضاء و قدر میں تمہارے لئے مہیا کیا ہے اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں کے حصول کے لئے ہمیشہ کوشاں رہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے اور خدا تعالیٰ سے ہمیں مقبول اعمال کی توفیق ملے اور وہ اپنی نعمتوں سے ہمیں نوازے۔ آمین ⁂

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۵ء

آخری قسط

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا دعویٰ اور دلائل

از مکرم مولوی بشارت الحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

دعویٰ کی تفاصیل

اس الہام الٰہی کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ:-

وَجَعَلْنَاكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ

یعنی ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا ہے گویا وفات مسیح اور دعویٰ مسیح موعود دو لازم و ملزوم حقیقتیں ہیں۔ ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا اور اس مثبت پہلو کا گہرا تعلق مشرقی اقوام سے ہے کیونکہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے دعویٰ مسیح موعود ہندوستان میں کیا جو مشرقی ملک ہے اور قبر مسیح بھی سرینگر خطہ کشمیر میں ہے (جو مشرق میں ہے) اسی طرح وفات مسیح کا گہرا تعلق مغربی ممالک اور مشرق وسطیٰ کے ساتھ تھا کیونکہ وہاں عیسائی اور مسلمان ہی اکثر پائے جاتے ہیں جو حیات مسیح کے قائل تھے اور اس طرح اس الہام الٰہی نے تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے جو اس بات کا واقعاتی ثبوت ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا دعویٰ مسیح موعود ایک ایسا دعویٰ ہے جس میں تمام دعاوی آ جاتے ہیں حضور نے کرشن اوتار، برہمن اوتار۔ "موعود اقوام عالم" رجل فارس وغیرہ کے دعاوی خدائی الہامات کی بناء پر کئے ہیں یہ تمام دعاوی واقعاتی شہادت کے اعتبار سے مسیح موعودؑ کے دعویٰ کے اندر آ جاتے ہیں احادیث نبوی میں مسیح موعود کو مہدی بھی کہا گیا ہے۔ اور حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بھی الہام الٰہی کے مطابق مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اسلامی لٹریچر میں مہدی کے دعویٰ کو بہت بڑی عظمت حاصل ہے کیونکہ اسلامی لٹریچر میں مہدی کے وجود کے ساتھ مفصل اور نہایت پُرعظمت پیشگوئی وابستہ ہے جو دور حاضر میں بڑی وضاحت کے ساتھ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقدس وجود میں پوری ہو رہی ہے۔

ایک عجیب اشتباہ یہ ہے کہ غیر احمدی مسلمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت، دعویٔ نبوت و رسالت کی وجہ سے ہی کرتے ہیں حالانکہ وہ خود مسیح موعود کو نبی بھی مانتے ہیں۔ احادیث نبویؐ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق آخری زمانہ میں ایک نبی کا نزول (؟) یقین کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مسیح آخر زمانی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا (نبی ہونے کے علاوہ) امتی بھی ہوگا۔ اور حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا دعویٰ بھی "امتی نبی" ہونے کا ہے۔ پس یہ محض تعیین شخصیت کا اختلاف ہے۔ کیونکہ مسئلہ نبوت کا یہی موقف قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ۔

(النساء آیت ۷۰ ع ۹)

یعنی آئندہ ایسا ہوگا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کئے۔ یعنی نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح غیر احمدی علماء کرام صدیق۔ شہید۔ صالح کا وجود امت محمدیہ تسلیم کرتے ہیں یہاں تک جماعت احمدیہ اور غیر احمدیوں میں اتفاق ہے۔ البتہ مقام نبوت کے متعلق غیر احمدی یہ یقین رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نبی اللہ آسمان سے آکر امت محمدیہ میں شامل ہو جائیں گے جماعت احمدیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح موعود بھی امت محمدیہ کے ایک فرد ہیں جو امتی نبی ہیں اور وہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ہیں جنہوں نے وفات مسیح ثابت کرکے باذن الٰہی اس مقام کو حاصل کیا ہے اور یہ سب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کا نتیجہ ہے پس فریقین میں ختم نبوت نہیں بلکہ تعیین شخصیت کا اختلاف ہے جو نہایت آسانی کے ساتھ وفات و حیات مسیح کے حل کر لینے سے دور ہو سکتا ہے۔ اسی حقیقت کو حضور بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"ہمارا اور ہمارے مخالفوں کا کچھ صدق و کذب کو آزمانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ در حقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ اور اگر وہ در حقیقت قرآن کریم کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان ہے اس کو سوچو۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۰)

بہرحال جماعت احمدیہ اور عیسائیوں و غیر احمدیوں کے مابین وفات و حیات مسیح ایک فیصلہ کن مسئلہ ہے جس کے حل کر لینے سے تمام بحثوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے ایک دوسرے مقام پر حضور فرماتے ہیں:-

"میں کہتا ہوں کہ تم اور تمہارے معاون مل کر دعائیں کرو کہ مسیح آسمان سے اتر آوے۔ پھر دیکھو کہ وہ آتا ہے یا نہیں۔ میں یقیناً کہتا ہوں اگر ساری عمر ٹکریں بھی مارتے رہو۔ اور ایسی دعائیں کرتے کرتے ناک بھی رگڑے جاویں تب بھی وہ آسمان سے نہیں آئے گا۔ کیونکہ آنے والا تو آ چکا۔ پھر میں کہتا ہوں یہی وقت تو ہے جو اسے آسمان سے اترنا چاہیئے کیونکہ تمہارے خیال میں ایک مفتری اور کذاب مدعی مسیح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اگر فی الواقعہ یہی سچ ہے کہ مسیح نے آسمان سے آنا ہے تو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اب اسے اتارے تاکہ دنیا گمراہ نہ ہو کیونکہ ایک کثیر جماعت تو مجھے تسلیم کر چکی ہے اگر اس وقت وہ نہ آیا تو کب آئیگا؟ کیا ہو سکتا ہے کہ خدا کاذبوں اور مفتریوں کی مدد کرے۔ اگر ایسا کبھی ہوا ہے تو اس کی نظیر پیش کرو اور پھر بتاؤ کہ راستبازوں کی سچائی کا کیا معیار رہے"۔

(ملفوظات حضرت اقدس صفحہ ۵۰۴ جلد ہشتم)

وفات مسیح کا مذکورہ الہام مثبت اعتبار سے ان حقائق کو بھی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے جو قرآن و حدیث وغیرہ کی موعود اقوام عالم سے تعلق رکھنے والی تمام پیشگوئیاں اس زمانہ میں پوری ہو رہی ہیں اور حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود اور موعود اقوام عالم کی یعنی مظاہر الشان پیشگوئیاں کسی ہر قوم اور ہر ملک ..... پوری ہو کر مسیح موعود کی صداقت پوری کر رہی ہیں۔

پس "وفات مسیح" سے تعلق رکھنے والا مذکورہ الہام الٰہی مثبت اور منفی اعتبار سے ایسا پُرعظمت الہام ہے کہ جس کے سامنے دور حاضر کی تمام مذہبی تنظیمیں دلائل کے اعتبار سے کھلی کھلی شکست کھا چکی ہیں۔ اور ایسے پُرعظمت فیصلے مسیح موعود کے ظاہر ہونے سے ہونا ضروری تھے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کو "حکم" کے پُرعظمت مقام سے نوازا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اس دین میں بہت سے اسرار ایسے تھے کہ درمیانی زمانہ میں پوشیدہ ہو گئے تھے مگر مسیح موعود کے وقت میں ان غلطیوں کا کھل جانا ضروری تھا کیونکہ وہ حکم ہو کر آیا اگر درمیانی زمانہ میں یہ غلطیاں نہ پڑتیں تو پھر مسیح موعود کا آنا فضول اور انتظار کرنا بھی فضول تھا ... وہ جس کا نام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم رکھا ہے وہ کس بات کا حکم ہے۔ اگر کوئی اصلاح اس کے ہاتھ سے نہ ہو بلکہ مسیح سے مبارک وہ جو قبول کریں اور خدا سے ڈریں"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۰)

پس حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا بنیادی دعویٰ ملہم من اللہ ہونے کا ہے جس کے ساتھ تمام دعاوی وابستہ ہیں۔ اور "مسیح موعود" کا دعویٰ ایک ایسا دعویٰ ہے جس میں حضور کے تمام دعاوی مہدی حکم فارسی الاصل کرشن اوتار امتی۔ موعود اقوام عالم وغیرہ آ جاتے ہیں اور حضور کا دعویٰ مسیح موعود ایک ایسا دعویٰ ہے جس کے دلائل تمام اقوام و ممالک پر اظہر من الشمس ہو کر چھائے ہوئے ہیں

نصرتِ الٰہی

اللہ تعالیٰ کے پاکباز نبیوں اور رسولوں کو خدائے تعالیٰ کی جو زبردست تائید و نصرت حاصل ہوتی ہے وہ الٰہی جماعتوں کا طرۂ امتیاز ہوا کرتی ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ ہم اپنے رسولوں اور ان پر ایمان لانے والوں کی دنیاوی زندگی میں مدد کرتے چلے جاتے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ یوم الاشہاد کو بھی خدا تعالیٰ ان کی مدد کرے گا۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دعویٰ اور دلائل کے سلسلہ میں خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت و دانش ۔ یہ تجزیہ اور دعویٰ مسیح موعودؑ کے ضمن میں بتا دی گئی ہے یہ پہلو وحی الٰہی کی بنیاد پر ایسا پہلو ہے جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اپنی ذات اور مقام سے تعلق رکھتا ہے۔ اب ایک ایسا پہلو اسی سلسلہ میں بیان کرنا مقصود ہے جو حضور کی جسمانی اور روحانی اولاد اور نسل سے تعلق رکھتا ہے اس پہلو کی بنیاد بھی خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام پر ہی ہے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے ۱۸۸۶ء میں بحکم الٰہی ہوشیار پور میں جا کر چلہ کشی کی اور برابر چالیس روز تک تخلیہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہے اس کے بعد حضور پر ایک وسیع الہام نازل ہوا جس میں حضور کی جسمانی اور روحانی نسل پر قیامت تک نازل ہونے والی عظیم الشان برکات کی خبر دی گئی ہے حالانکہ اس وقت تک حضور کی بیعت میں کوئی شخص داخل ہوا تھا۔ اور نہ ہی نسل سیدہ میں سے حضور کی کوئی اولاد موجود تھی مگر آج یہ دونوں نسلیں بڑی شان اور عظمت کے ساتھ زمین کے کناروں تک موجود ہیں اور ہر آن شاہراہ ترقی پر گامزن ہیں اس الہام الٰہی میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ذریت و نسل میں ایک نہایت پاک صورت و سیرت لڑکے مصلح موعود کی بھی بشارت دی گئی تھی بلکہ پیشگوئی میں اولیت اس مقدس فرزند کو حاصل ہے۔ اس مقدس فرزند کی اعلیٰ صفات اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمائی ہیں کہ:-

"اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ و عظمت اور دولت ہوگا وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ . . . خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔"

(تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۱۱۵)

اس عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے اور پچیس سال کی عمر میں مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور ۵۱ سال تک نہایت شاندار رنگ میں جماعت کی قیادت کرتے ہوئے اور تبلیغ اسلام کو زمین کے کناروں تک پہنچاتے ہوئے ۱۹۶۵ء میں اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے

(باقی آئندہ)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دعویٰ اور دلائل کو قرآن کریم کی اس آیت کی رو سے پرکھ سکتے ہیں :-

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ

یعنی :- اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض باتیں جھوٹی اور بناوٹی طور پر ہماری طرف منسوب کرتے تو ہم اس کو دہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی شہ رگ کاٹ دیتے اور پھر تم میں سے کوئی اس کو بچا نہ سکتا چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر مسیلمہ کذاب اسود عنسی اور دوسرے مدعیان الہام و نبوت سب تباہ ہو گئے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کا بھی بنیادی دعویٰ ملہم من اللہ اور اظہار علی الغیب ہے۔ اس دعویٰ کے باوجود حضور کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وہ سلوک جو سچے نبیوں کے ساتھ ہوتا ہے ثابت کرتا ہے کہ حضور بھی اسی طرح سچے ہیں جس طرح حضرت آدم سے لے کر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی سچے تھے جماعت احمدیہ کے بدترین مخالف مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی لکھتے ہیں :-

"نظام عالم میں جہاں اور قوانین الٰہی ہیں وہاں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی نبوت کو سرسبزی نہیں ہوتی بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔"

(مقدمہ تفسیر ثنائی صفحہ ۱۷)

اس آیت کریمہ کا بھی ایک مثبت پہلو ہے اور ایک منفی منفی پہلو یہ ہے کہ دور حاضر میں آئے دن لوگ مسیح و مہدی یا جو گیشور نبوت و رسالت کے دعاوی کرتے ہیں مگر وہ دیکھتے ہی دیکھتے تتر بتر ہو جاتے ہیں۔ بہر حال آیت لو تقوّل کا یہ ایک منفی پہلو ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت کے بعد بہت سے لوگ کھڑے ہوئے مگر وہ سب تباہ و برباد ہو گئے۔ اور اس کا مثبت پہلو یہ ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی شدید ترین مخالفت کے باوجود جماعت احمدیہ کو اکناف عالم میں فتح و ترقی نصیب ہو رہی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کریمہ کی رو سے اپنے دعویٰ کی صداقت کو پیش کرتے ہوئے ایک انسانی چیلنج دیا ہے مگر آج تک کسی کو جواب دینے کی جرأت نہیں ہوئی

حضور فرماتے ہیں :-

"اگر یہ بات صحیح ہے کہ کوئی شخص نبی یا رسول اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے اور کھلے کھلے طور پر خدا کے نام پر کلمات لوگوں کو سنا کر پھر باوجود مفتری ہونے کے برابر تیئیس برس تک جو زمانہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے زندہ رہ سکے تو میں ایسی نظیر پیش کرنے والوں کو جو مجھے میرے ثبوت کے موافق یا قرآن کے ثبوت کے مطابق ثبوت دیں پانسو روپیہ نقد دوں گا۔"

(اربعین صفحہ ۵)

یہ کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

نیز آج حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دعویٰ اور دلائل کے سامنے بین الاقوامی سطح پر بھی مخالفین احمدیت لاجواب ہو چکے ہیں اور جماعت احمدیہ اب نہایت ہی پُر عظمت دور میں داخل ہو چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بطور پیشگوئی ان حالات کی خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ :-

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۱۶)

درخواست دعا

(۱) مولوی بشارت احمد صاحب بشیر آسنور ضلع اننت ناگ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی اہلیہ محترمہ کی چند دنوں سے طبیعت ٹھیک نہیں اور وہ آجکل اپنے والدین کے گھر گئی ہوئی ہیں۔ نیز محترم محمد صدیق صاحب ثاقب کی طبیعت بھی کئی دنوں سے خراب ہے ان کی کامل صحت کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

(۲) عزیزم راجہ اعجاز احمد خان ایم بی بی ایس کے فائنل امتحان میں فرسٹ ڈویژن سے کر نمایاں طور پر کامیاب ہوئے ہیں الحمد للہ بزرگان سلسلہ درویشان کرام اور احباب جماعت کی خدمت میں آئندہ عملی زندگی میں نمایاں کامیابی اور خادم دین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(۳) عزیزم میر غلام الدین بی-وی-ایس-سی کے پہلے امتحان میں اعلیٰ نمبر لے کر تیسری پوزیشن میں آئے ہیں آئندہ نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

خاکسار: عبد الحمید ٹاک یاری پورہ (کشمیر)

اخبار قادیان

★ مکرم پروفیسر محمد سمیع اللہ صاحب آف حیدر آباد ملازم ایران مورخہ ۹/۷ کو زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے اور مورخہ ۱۱/۷ کو واپس تشریف لے گئے۔

★ مکرم محمد ایوب صاحب آف نائیجیریا مورخہ ۱۱/۷ کو زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے۔

★ مکرم ضمیر احمد صاحب امروہی تا حال صاحب فراش ہیں کامل صحت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

★ مورخہ ۸/۷ کو مدرسہ احمدیہ قادیان کی پانچ کلاسوں کے نتائج نکلے (دو کلاسوں کے امتحان ہر سال نظارت تعلیم لیتی ہے) خدا کے فضل سے سوائے ایک کے باقی سب لڑکے کامیاب ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو کامیابی مبارک کرے آمین اس کے بعد اکثر لڑکے موسمی تعطیلات گزارنے کے لئے اپنے اپنے وطن چلے گئے ہیں اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو۔

★ مکرم گیانی بشیر احمد صاحب ناصر درویش قادیان اعصابی کمزوری کے باعث علیل ہیں اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائے آمین

★ مورخہ ۱۱/۷ کو نظارت تعلیم کی طرف سے مدرسہ احمدیہ کی مولوی کلاس تعلیم القرآن اور درجہ ثالثہ کے نتائج نکلے۔ فضل ثالث کا رزلٹ خدا کے فضل سے سو فیصدی رہا۔ اور درجہ ثالثہ کے دو طالب علموں کا رزلٹ زیر غور ہے۔ اللہ تعالیٰ کامیاب ہونے والوں کو مبارک کرے آمین۔ مورخہ ۱۱/۷ کو مکرم محمد شفیع صاحب ... دو ... باقی بڑے پیمانے پر اور ... ہیں

جماعت احمدیہ کاونٹری اور لیمنگٹن سپا (انگلستان) میں تاریخی تبلیغی جلسہ کا انعقاد

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی بابرکت شمولیت اور پر لطف خطاب

رپورٹ مرسلہ مکرم امیر دار منیر احمد صاحب جعفری سیکرٹری جماعت احمدیہ کاونٹری

کاونٹری اور لیمنگٹن سپا (COVENTRY AND ROYAL LEAMINGTON SPA) کے شہر انگلستان کی سرسبز کونٹی وارکشائر کے مرکزی علاقہ میں واقع ہیں۔ دونوں شہروں کے درمیان قریباً دس میل کا نہایت خوبصورت اور شاداب علاقہ ہے۔ لنڈن سے شمال سمت میں یہ شہر قریباً سو میل دور واقع ہیں۔ لیمنگٹن سپا اپنے صحت افزا چشموں کی وجہ سے مشہور ہے۔ اور مشہور ڈرامہ نویس ولیم شیکسپیئر اسی شہر کے قریب پیدا ہوئے تھے۔ لیمنگٹن کی شمال مغربی سمت میں کاونٹری کا شہر واقع ہے۔ یہ شہر نہ صرف اپنے آثار قدیمہ اور تاریخی حیثیت کی وجہ سے مشہور ہے بلکہ شاہان انگلستان و امراء و شہزادگان کا مرجع رہا ہے۔ صنعتی انقلاب کے زمانہ سے یہ شہر مختلف النوع صنعتوں کا مرکز رہا ہے۔ اور آج بھی موٹر کاروں وغیرہ کی تیاری میں سر فہرست ہے۔

جماعت احمدیہ کاونٹری کے صدر محترم عبد الغفور صاحب (جو یہاں کی کمیونٹی ریلیشنز کونسل کے نائب صدر بھی ہیں) نے احباب جماعت کی خواہش پر محترم جناب بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لنڈن کو ان شہروں کے دورہ اور جلسہ عام میں شرکت کی دعوت دی چنانچہ محترم امام صاحب نے یہ دعوت قبول کرتے ہوئے جلسہ کے لئے ۹ مئی کی تاریخ مقرر کی اور ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی سنائی کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بھی اس جلسہ میں بنفس نفیس شرکت فرمائیں گے۔

جلسہ کی تیاری

محترم امام رفیق صاحب کی طرف سے اطلاع ملنے پر جماعت نے جلسہ کی تیاری شروع کر دی۔ محترم عبد الغفور صاحب صدر جماعت نے اپنی نگرانی میں نہایت تدبر اور محنت سے جملہ انتظامات کروائے دعوتی خطوط اور ان کی ترسیل کا کام سب سے پہلے تکمیل پایا۔ اس علاقہ کے چیدہ چیدہ افراد کو سے ملاقات کر کے انہیں مدعو کیا گیا۔ اسی سلسلہ میں مکرم محمد رفیق صاحب نے خوب تعاون کیا۔ مدعوین میں عوام اور سیاسی و انتظامی کونسل کے ممبران۔ اف۔ ان کیمونٹی ریلیشنز کونسل انجمن ہائے فلاح و بہبود اخباری نمائندگان، ڈاکٹرز، انجینئرز، یونیورسٹی لیکچرار و دیگر جنہوں نے سکھ، عیسائی بھائی و غیر احمدی مسلمان بھائی شامل تھے لیمنگٹن سپا کے میئر کونسلر جناب ولیم ٹاؤنر نے جلسہ کی صدارت کی دعوت کو بخوشی منظور کیا۔

جلسہ کے روز قریبی علاقوں سے آنے والے مہمانوں کی سہولت کے لئے موٹر کاروں اور چھوٹی بسوں کا جماعت نے بندوبست کر رکھا تھا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر مرزا محمد ادریس صاحب، مکرم محمد دین صاحب، مکرم محمد سلیم صاحب اور مکرم محمد رفیق صاحب نے خوب سعی فرمائی جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

لنڈن سے آنے والے وفد اور بعض مقامی افراد کے کھانے کا انتظام جماعت احمدیہ کاونٹری و لیمنگٹن کی طرف سے بیگم مکرم عبد الغفور صاحب۔ بیگم و دختران مکرم محمد حنیف صاحب و بیگم مکرم محمد سلیم صاحب اور خاکسار کی اہلیہ وغیرہ نے اچھے رنگ میں کیا نیز جملہ سامعین جلسہ کے لئے چائے وغیرہ کا انتظام بھی ان مستورات نے کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

معزز مہمانوں کا استقبال

مورخہ ۹ مئی کو بعد دوپہر لنڈن سے بذریعہ فون اطلاع ملی کہ حضرت چوہدری صاحب محترم امام صاحب و چند دیگر احباب کے ہمراہ لیمنگٹن کے لئے روانہ ہو چکے ہیں اور قریباً ۲/۱ ۳ بجے پہنچ جائیں گے چنانچہ محترم صدر صاحب جماعت نے تین افراد پر مشتمل استقبالیہ وفد اول دستہ شہر سے بارہ میل باہر معزز مہمانوں کے استقبال کے لئے بھیج دیا۔ پروگرام کے مطابق مقررہ وقت پر یہ وفد لیمنگٹن پہنچا جہاں سب سے پہلے محترم عبد الغفور صاحب صدر جماعت کے مکان پر فروکش ہوا جہاں مقامی احباب و ممبران جماعت سے تعارف ہوا۔ اور جلسہ کے انتظامات و پروگرام کے متعلق محترم امام صاحب اور حضرت چوہدری صاحب کو معلومات بہم پہنچائی گئیں۔ آدھ گھنٹہ قیام کے بعد یہ وفد اور دیگر افراد قافلہ کی صورت میں کاروں کے ذریعہ سپا سنٹر کی طرف روانہ ہوئے جہاں جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا۔

جلسہ گاہ

سپا سنٹر (SPACENTERE) لیمنگٹن شہر کے مرکزی حصہ میں دریائے ایون کے کنارے خوبصورت باغ سے ملحق نئی عمارت کا نام ہے جس کا چند برس پہلے برطانوی وزیر اعظم لارڈ ایون نے افتتاح کیا تھا۔ ہمارے جلسہ کا انتظام اسی عالیشان عمارت کے ایک بڑے ہال میں کیا گیا تھا۔ ہال میں قریباً ۲۵۰ کرسیوں کا انتظام تھا۔ فرش دبیز قالینوں سے آراستہ تھا۔ صدر دروازہ پر معزز مہمانوں کے استقبال کے بعد اسٹیج پر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب محترم بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لنڈن۔ لیمنگٹن کے میئر کونسلر جناب ولیم ٹاؤنر اور ہماری جماعت کے صدر محترم عبد الغفور صاحب تشریف فرما ہوئے بفضلہ تعالیٰ احمدی احباب کے علاوہ بہت سے غیر از جماعت مدعوین نے اس جلسہ میں شرکت کی۔

جلسہ کی کارروائی

جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو برمنگھم کی جماعت کے محترم محمد الیاس صاحب منیر مربی سلسلہ نے کی۔ بعد اس کا انگریزی ترجمہ سنایا گیا۔ بعد ازاں محترم آدم چغتائی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھا۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے

نہایت خوش الحانی سے سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

نظم کے بعد محترم عبد الغفور صاحب صدر جماعت نے اس علاقہ میں جماعت کی تنظیم و مساعی کا تفصیلی ذکر کیا اور ساتھ ہی مقامی غیر از جماعت احباب کے علم کے لئے جماعت کی ہمہ گیر شاندار خدمات اور مالی قربانیوں اور خدمت اسلام و اشاعت قرآن کے کاموں پر روشنی ڈالی۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر محترم امام بشیر احمد صاحب رفیق نے نہایت فصیح انگریزی زبان میں کی۔ اس ملک میں آج کل رنگ و نسل کا سوال زیر بحث ہے۔ اس موضوع پر امام صاحب نے خطاب کرتے ہوئے اسلامی نقطہ نگاہ کی احسن طریق پر وضاحت کی نیز اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ مقامی و غیر مقامی احباب اگر دوسرے کی خوبیوں کو پہچان کر اختیار کر لیں تو بہت سی برائیاں دور ہو سکتی ہیں اور بہت سی خوبیاں پیدا ہو سکتی ہیں مثلاً انگریز لوگوں میں ایک خوبی پابندی وقت کی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ برصغیر کے احباب کو چاہیئے کہ وہ اس خوبی کو اپنے اندر بھی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح برصغیر سے آئے ہوئے احباب میں جذبہ ایثار و فرمانبرداری اور اخوت کی خوبیاں نمایاں طور پر نظر آتی ہیں اگر مقامی لوگوں میں بھی یہ خوبیاں پیدا ہو جائیں تو بچوں میں ماں باپ کی فرمانبرداری سے مغربی معاشرہ کے بے شمار مسائل حل ہو سکتے ہیں قانون کا احترام بھی ماں باپ کی فرمانبرداری کے ذریعہ ہی سیکھا جا سکتا ہے جس کے فقدان سے یہ ملک بے شمار سماجی دکھوں اور تکلیفوں سے بھرا ہوا ہے۔ اسی طرح بھائی بہن والدین و بیگانان میں وہ جذبہ جسے ایثار کا نام دیا جاتا ہے اس معاشرہ میں مفقود ہے۔ اگر مقامی آبادی اپنی بے شمار خوبیوں کے ساتھ ساتھ مشرقی سماجی و معاشرتی عناصر بھی اپنی زندگی میں جذب کر لے تو انسانیت کا اعلیٰ معیار قائم ہو سکتا ہے جس کی سب سے اعلیٰ و ارفع مثال ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل پیش کی تھی۔

آخر میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مدظلہ نے تقریر فرمائی اپنے روایتی صوفیانہ انداز ابریشم کی طرح نرم لہجہ میں بزبان انگریزی اسلام کی بنیادی تعلیمات پر روشنی ڈالی اس ضمن میں آنمحترم نے سب سے پہلے مسئلہ توحید پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ایک مسلمان کے لئے نہ صرف اسی اصول پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ بلکہ اس اصول کی اہمیت کو سمجھنا اور پھر اس کے عملی پہلو کو اپنی عملی زندگی کا جزو بنانا ضروری ہے آپ نے فرمایا توحید یعنی خداوند تعالیٰ کی یکتائی ایک واضح امر ہے ہر سیارہ اپنے مرکز کی طرف رجوع کرتا ہے اور انسان کے لئے مرکز

(باقی صفحہ ۹ کالم ۳ پر ملاحظہ ہو)

عُلمائے اسلام سے دہریوں کے چند استفسارات

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس

مدراس سے تقریباً ۱۵۰ میل دوری پر ضلع سیلم میں آتقور ایک مقام ہے۔ جو دہریوں کا بہت بڑا مرکز کہا جاتا ہے۔ یہاں دہریوں کی مختلف جماعتیں قائم ہیں۔ پچھلے سال وہاں ایک بین المذاہب کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ اس کانفرنس کا مسلمانوں نے بائیکاٹ کیا تھا۔ اس لئے اسلام کی نمائندگی کرنے کا شرف ہم احمدیوں کو حاصل ہوا تھا۔ خاص دعوت پر اس کانفرنس میں شرکت کے لئے یہاں سے ایک وفد گیا تھا۔ اس کانفرنس میں مکرم محی الدین علی صاحب صدر جماعت مکرم محمد کریم اللہ زیجان صاحب نائب صدر اور خاکسار نے تقریریں کی تھیں جو بفضلہ تعالیٰ بہت ہی کامیاب اور مقبول ہوئی تھیں۔ اس کے بعد وہاں کے سرکردہ افراد سے باقاعدہ تعلقات پیدا ہوئے اور لٹریچر بھی روانہ کرتے رہے۔ نیز ہمارے تامل ماہ نامہ راہ امن کی وہاں کثرت سے مانگ ہونے لگی۔ گویا کہ وہاں کے مختلف حلقوں میں احمدیت ہمیشہ ایک موضوع بحث بنی رہتی ہے۔

ہماری ان تبلیغی سرگرمیوں کی صدائے بازگشت کے طور پر وہاں کے دہریہ سوسائٹی کی طرف سے ایک اشتہار وسیع پیمانے پر شائع ہو کر تقسیم کیا گیا ہے۔ اس میں علمائے اسلام سے ان دہریوں نے چند سوالات کئے ہیں۔

اس تامل اشتہار کا ترجمہ ذیل میں درج ہے۔

"ملّاؤں سے چند استفسارات"

مندرجہ ذیل سوالات ہم نے آتقور کے کئی علماء و امراء سے کئے تھے۔ لیکن ان میں سے کسی نے بھی تحریری یا زبانی جواب دینے کی تکلیف گوارا نہیں کی۔ اس لئے ان سوالات کو شائع کر کے تقسیم کیا جاتا ہے۔ عامۃ المسلمین اور ان کے علماء سے درخواست ہے کہ ان سوالات کا جواب دے کر ہمارے شکوک و شبہات کا ازالہ فرمائیں۔

سوال ۱ خدا کی شکل و صورت کوئی نہیں ہے۔ بت پرستی اسلام میں حرام شرک اور گناہِ عظیم ہے۔ قرآن اور محمد صاحب کی تعلیم بھی یہی ہے۔ لیکن اس کے برعکس مسلمانوں میں مختلف عرس۔ کندوری درگاہ کی پوجائیں۔ قبر پوجا۔ وغیرہ مشرکانہ رسوم عام ہیں۔ یہ کیوں؟

سوال ۲ مسلمان کثیر تعداد میں ہندوؤں کے مشہور مندر پلانی۔ ترو پتی وغیرہ میں جا کر دعائیں کرتے ہیں اور منتیں مانگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس سے ان کی مرادیں پوری ہوتی ہیں! اس کی حقیقت اور حکمت کیا ہے؟

سوال ۳ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کا ایک ہی خدا۔ ایک ہی امام۔ اور ایک ہی کتاب ہے۔ اگر ایسا ہے تو مسلمانوں کے ۷۳ فرقے دار فرقے کیوں ہیں؟ اور ہر ایک فرقہ دوسرے پر کفر کا فتویٰ عائد کر کے ذہنی طور پر اسلام سے خارج کرتا ہے۔ یہ کیوں؟

سوال ۴ حضرت عیسیٰ کے بارے میں ہمارے چند استفسارات ہیں۔

(الف) مسلمانوں کے عام عقیدے کے مطابق عیسیٰ نبی اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں اور محمد صاحب مٹی میں مدفون ہیں۔ اس صورت میں ان دونوں میں افضل کون ہیں؟

(ب) آخری زمانہ میں جب دجّال کا خروج ہوگا تو آسمان سے عیسیٰ نازل ہوں گے کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ محمد صاحب کی نسبت عیسیٰ کو زیادہ فضیلت ہے؟

(ج) محمد صاحب کھاتے پیتے اس دنیا میں زندگی گذارتے رہے لیکن عیسیٰ نبی بغیر کھائے پیئے آسمان پر اب تک زندہ ہیں۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عیسیٰ ابن مریم آدم کی اولاد نہیں تھے بلکہ مافوق البشر فطرت کے مالک تھے؟

(د) محمد صاحب نے کسی کو پیدا نہیں کیا۔ مُردوں کو زندہ نہیں کیا۔ غیب کی باتیں نہیں جانتے تھے۔ لیکن عیسیٰ مسیح نے یہ سب کچھ کر کے دکھایا ہے۔ کیا اس سے ان کی الوہیت ثابت نہیں ہوتی؟

(ہ) محمد صاحب کو اپنی زندگی میں دشمنوں کی طرف سے بہت سارے ظلم و ستم برداشت کرنے پڑے تھے۔ لیکن خدا نے ان کی کوئی حفاظت نہیں کی۔ لیکن جب یہودی لوگ عیسیٰ کو صلیب پر لٹکانے لگے تو خدا نے چھت پھاڑ کر عیسیٰ کو آسمان پر اُٹھا لیا اور اب تک وہاں محفوظ ہیں۔ اس صورت میں اگر عیسائی لوگ انہیں الوہیت کا مقام دیتے ہیں تو اس میں کیا حرج ہے؟

(و) محمد صاحب نے اپنے بعد آنے والے مسیح کے بارے میں پیشگوئی کی تھی۔ لیکن مسلمان کہتے ہیں کہ محمد نبی کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتے ہیں۔ اور کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کیوں؟

(ز) محمد نبی کے بارے میں آخری نبی کہا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ عیسیٰ نبی آخری زمانہ میں آنے والے ہیں۔ اس صورت میں آخری نبی کون ہو سکتے ہیں؟

سوال ۵ کہا جاتا ہے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ پھر کیوں عیسائیوں ہندوؤں اور دہریوں کی طرح پبلک جلسوں میں اسلام کی تبلیغ نہیں کی جاتی اور دوسرے مذہب والوں کے شک و شبہات کا ازالہ کیوں نہیں کیا جاتا ہے؟

سوال ۶ اسلام میں سود کا لین دین حرام ہے۔ لیکن مسلمان کسی طور پر سود لیتے اور دیتے ہیں۔ اس قول و عمل میں تضاد کیوں؟

سوال ۷ دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ انسان کی پیدائش دس لاکھ سال قبل سے شروع ہے۔ لیکن مسلمان کہتے ہیں کہ پہلا آدم یعنی آدم صرف سات ہزار سال قبل مٹی سے پیدا کیا گیا تھا! اس سے مسلمانوں کی جہالت اور تاریخ عالم سے ناواقفیت ثابت نہیں ہوتی۔

سوال ۸ آپ کے نبی نے کہا تھا کہ اسلام کی تجدید کے لئے ہر صدی کے سر پر مجدد آتے رہیں گے۔ اس صورت میں اس صدی کے مجدد کون ہیں؟

سوال ۹ کہا جاتا ہے کہ ساری دنیا کو اسلام قبول کرنا چاہیئے۔ لیکن آج مسلمانوں میں عالم اور دین کے واقف کار بہت کم ہوتے جا رہے ہیں۔ اور کسی قسم کے سوال کا جواب دینے اور شک و شبہ کا ازالہ کرنے کے لئے کوئی عالم دین تیار نہیں۔ اسکی وجہ کیا ہے۔

خاکسار — N. K. D.

صدر دہریہ سوسائٹی گاندھی نگر۔ آتقور

(ضلع سیلم — تامل ناڈو)

ان دہریہ دوستوں کے شک و شبہ کا ازالہ کیا جانا اور اس طرح اسلام و بانیٔ اسلام صلعم کی عظمت و فضیلت اُن پر واضح کرنا علمائے اسلام کا اوّلین فریضہ ہے۔ خدا جانے علماء کے پاس ان سوالات کا کوئی معقول جواب ہے بھی یا نہیں ظاہر ہے کہ ان سوالوں کا مدلل جواب صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی پیش کر سکتی ہے۔

لہذا ہم اس کیلئے تیار ہیں اور سائل کو لکھا تھا کہ سیلم میں کوئی خاص جلسہ اس غرض کے لئے منعقد کیا جائے اور ہم وہاں پہنچ کر اس جلسہ میں ان تمام سوالات کا جواب دینگے۔ اُن کی طرف سے تسلی بخش جواب آیا ہے کہ اس قسم کے جلسہ عام کا فوراً انتظام کیا جائیگا۔ اور اس کے بعد تقریر شائع کر کے وسیع پیمانے پر تقسیم کی جائیگی۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ طالبانِ حق کے سینے اسلام کی صداقت کے لئے کھول دے۔ آمین ۃ

جماعت احمدیہ کاونٹری کا جلسہ

بقیہ صفحہ ۸

اس نئی وحدانیت سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ یہی کریمانہ رنگ انسانیت میں بھی پیدا ہونا چاہیئے۔ کسی بھی خاندان کا ایک مرکز ہو تو اُس خاندان میں اتفاق کی "اکائی" پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر معاشرہ میں اتفاق و اتحاد پیدا ہو جائے تو اقوام عالم میں بھی اتفاق کی "اکائی" پیدا ہو سکتی ہے۔ جس سے دنیا بھر میں حقیقی امن اور سکون کا ماحول پیدا ہو سکتا ہے۔ اسلامی مساوات کے متعلق روشنی ڈالتے ہوئے حضرت چوہدری صاحب نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع کا حوالہ دیتے ہوئے کہ "کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر فوقیت نہیں ہے" نہایت لطیف پیرایہ میں نصیحت فرمائی کہ ہر طبقہ کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ رنگ و نسل کے باعث ایک انسان دوسرے انسان پر کسی قسم کی فوقیت کا حقدار نہیں ہے۔ اگر کوئی امتیاز انسانیت میں موجود ہے تو وہ یہ ہے کہ صالحین کا مقام دوسروں سے بلند ہے۔ اگر صالحین کا راستہ زندگی کا مطمع نظر بنا رہے تو دنیاوی جاہ و حشم کی جھوٹی چمک خود بخود زائل ہو کر زندگی پاکیزگی و راستبازی کا ایک جمالی نمونہ پیش کر سکتی ہے۔ اس دلنشین خطاب کے بعد اس جلسہ کے صدر میئر آف لیمنگٹن نے جملہ مقررین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے عہدہ کی میعاد ایک ہفتہ تک ختم ہو رہی ہے۔ میں کتنا خوش قسمت ہوں کہ میرے عہدہ کا اختتام جماعت احمدیہ کی ان مقدس ہستیوں کی شہر میں آمد پر ختم ہو رہا ہے۔ اور یہ خوشکن یادگار میری زندگی کا سرمایہ بنی رہے گی۔

جلسہ کے اختتام پر جملہ حاضرین جماعت کی طرف سے ٹی پارٹی دی گئی۔ مقامی ہفتہ وار LEAMINGTON COURIRER نے اپنی اگلی اشاعت میں اس جلسہ کی کارروائی جلی حروف میں شائع کی۔ جس میں تقاریر کے خلاصہ کے علاوہ جماعت احمدیہ کے مشن و مساعی کا بھی ذکر کیا۔

درخواست دُعا

خاکسار کی والدہ محترمہ کی پیٹھ میں پھوڑا پک جانے کی وجہ سے آپریشن کروایا گیا ہے۔ طبیعت کمزور ہے اور زخم ابھی مندمل نہیں ہوئے۔ تمام احباب سے درخواست ہے کہ دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ میری والدہ کو کامل شفا عطا فرمائے آمین۔ خاکسار۔ منیر احمد ظفر کارکن تعلیم قادیان۔

وصیتیں

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی جہت سے کسی وصیت پر اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ہذا کو آگاہ کرے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۴۲۳۲۔ میں فاطمہ بیوہ محترم حاجی عبداللہ صاحب مرحوم۔ قوم احمدی مسلم۔ پیشہ خانہ داری عمر ۶۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۸ء۔ ساکن قصبہ بڈاگرا۔ ڈاکخانہ بڈاگرا۔ ضلع کالیکٹ۔ کیرالہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۳-۴-۷۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد کی تفصیل یہ ہے۔ زیور اور نقدی کوئی نہیں۔ مہر/۲۰۰ دوصد روپیہ تھا۔ مکان موسومہ "کرجی ہاؤس"۔ واقعہ محلہ مدونگل قصبہ بڈاگرا میں چالیس حصہ دار ہیں۔ اس کی قیمت اس وقت ساٹھ ہزار روپیہ ہے۔ گویا میرا حصہ اسمیں ڈیڑھ ہزار روپیہ ہے۔ گویا کل جائیداد منقول و غیر منقولہ/۱۵۰۰ روپیہ ہے۔ اور کبھی مجھے اپنے بیٹے سے روپیہ بطور ہدیہ بھی مل جاتا ہے۔ میں اپنی مذکورہ جائیداد اور ہونے والی کبھی کبھار کی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ کے نام کرتی ہوں۔ بوقت وفات میری جو مزید جائیداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ بفضلہ تعالیٰ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ کاتب الحروف۔ ملک صلاح الدین تحریک جدید۔

الامۃ۔ فاطمہ۔ گواہ شد۔ یو ابوبکر معلم وقف جدید (لیسر موصیہ) گواہ شد۔ یو مامی (لیسر موصیہ)

وصیت نمبر ۱۴۲۳۷۔ میں محمد فرحت اللہ ولد مکرم غلام محمد صاحب مرحوم۔ قوم احمدی مسلمان۔ پیشہ ملازمت۔ عمر ۴۰ سال پیدائشی احمدی۔ ساکن چینداپور۔ ڈاکخانہ تاڑوائی۔ ضلع نظام آباد۔ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج ۹-۴-۷۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت ماہوار آمد/۲۶۶ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

نوٹ:- میری کچھ جائیداد غیر منقولہ زرعی زمین ہے جو بھائیوں میں مشترک ہے۔ ابھی مجھے اس سے کوئی نفع نہیں ہو رہا ہے۔ جب یہ جائیداد تقسیم ہو کر خاکسار کے قبضہ میں آجائیگی تو اس کی اطلاع جناب سیکرٹری بہشتی مقبرہ کو دونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد۔ محمد فرحت اللہ۔ گواہ شد۔ عبدالحق فضل مبلغ۔ گواہ شد۔ شکیل احمد حیدرآباد۔

وصیت نمبر ۱۴۲۳۸۔ میں شاکرہ بیگم زوجہ مکرم محمد فرحت اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان۔ پیشہ خانہ داری۔ عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۹ء۔ ساکن چینداپور۔ ڈاکخانہ تاڑوائی۔ ضلع نظام آباد۔ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۹-۴-۷۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ نکلس طلائی ڈیڑھ تولہ۔ کان کے پھول طلائی دو عدد جملہ وزن چھ ماشہ قیمتی گیارہ صد روپیہ/۱۱۰۰ ہے۔ عطا سی نقرئی پچیس تولہ قیمتی/۳۵۰ روپیہ کل میزان/۱۴۵۰ روپے۔ مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ اور اگر اس کے بعد اور کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر بھی میرا متروکہ ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامۃ۔ شاکرہ بیگم۔ گواہ شد۔ محمد فرحت اللہ۔ گواہ شد۔ عبدالحق فضل مبلغ سلسلہ احمدیہ

وصیت نمبر ۱۴۲۳۹۔ میں تراب بی زوجہ مکرم آدم خان صاحب۔ قوم شیخ۔ پیشہ کاشتکار عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی۔ ساکن پینکال۔ ڈاکخانہ نواپٹنہ۔ ضلع کٹک۔ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰-۴-۷۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

۱- حق مہر/۵۵ روپیہ خاوند کے ذمہ ہے۔ ۲- سونے کی ہار ۲ تولہ جس کی قیمت آج کل/۱۱۰۰ روپیہ۔ ۳- کھانے کے برتن چار عدد جس کی قیمت/۱۶ روپیہ۔ اس وقت خاکسارہ کے ذمہ کل رقم اتنی ہی ہے۔ جو کل/۱۱۷۱ روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وصیت کرتی ہوں۔ اگر میری زندگی میں اس کے علاوہ زائد رقم ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ۔ تراب بی۔ گواہ شد۔ محمد خان سیکرٹری مال پینکال۔ گواہ شد۔ جلال الدین انسپکٹر بیت المال۔

وصیت نمبر ۱۴۲۴۰۔ میں رشید احمد خان۔ ولد مکرم حکیم احمد حسین خان صاحب۔ قوم احمدی مسلمان۔ پیشہ ملازمت۔ عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۵ء۔ ساکن عادل آباد محلہ بھاگیہ پور۔ ڈاکخانہ عادل آباد۔ ضلع عادل آباد آندھرا۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶-۴-۷۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ ایک مکان سکنی نمبر ۲۰۲۲-۷ عادل آباد جسکی کل قیمت پچاس ہزار/۵۰۰۰۰ روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گزارہ اس وقت اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ/۳۲۶ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اسی قدر روپیہ اسی کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد۔ رشید احمد خان صدر جماعت عادل آباد۔ گواہ شد۔ عبدالحق فضل مبلغ۔ گواہ شد۔ محمد فرحت اللہ۔

وصیت نمبر ۱۴۲۴۱۔ میں عارفہ بیگم زوجہ مکرم رشید احمد خان صاحب۔ قوم احمدی مسلمان۔ پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۵ء۔ ساکن عادل آباد۔ ڈاکخانہ عادل آباد۔ ضلع عادل آباد۔ آندھرا۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶-۴-۷۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ ایک لاکٹ طلائی ایک عدد وزن پونے دو تولہ۔ ایک گچھا طلائی سات ماشہ۔ کان کے پھول طلائی چار ماشہ۔ ایک انگوٹھی طلائی چار ماشہ کل طلائی زیور تین تولہ کل قیمت/۱۸۰۰ روپیہ۔ چین نقرئی دس تولہ قیمت/۱۲۰ روپیہ۔ اوشا مشین ایک عدد قیمتی/۲۶۰ روپیہ۔ مہر شوہر سے وصول کر چکی ہوں بصورت زیور۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامۃ۔ عارفہ بیگم۔ گواہ شد۔ عبدالحق فضل مبلغ۔ گواہ شد۔ رشید احمد خان (خاوند موصیہ)

وصیت نمبر ۱۴۲۴۲۔ میں ظہیر احمد خان ولد مکرم رشید احمد خان صاحب۔ قوم احمدی مسلمان۔ پیشہ ملازمت۔ عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی۔ ساکن عادل آباد۔ ڈاکخانہ عادل آباد۔ ضلع عادل آباد۔ آندھرا۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶-۴-۷۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ ایک ریسٹ واچ قیمتی یکصد/۱۰۰ روپیہ۔ سائیکل ایک عدد/۳۵۰ روپیہ۔ ریڈیو ایک عدد/۱۵۰ روپیہ۔ ٹائم پیس ایک عدد/۸۵ روپیہ۔ انگوٹھی نصف تولہ طلائی/۳۰۰ روپیہ۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گزارہ اس وقت اس جائیداد پر نہیں ہے۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ/۲۵۷ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد۔ ظہیر احمد خان۔ گواہ شد۔ عبدالحق فضل مبلغ۔ گواہ شد۔ محمد فرحت اللہ۔

قادیان میں ہفتہ قرآن مجید کا انعقاد

بقیہ رپورٹ صفحہ اوّل

ہفتۂ قرآنِ مجید کا آخری دن تھا۔ اس دن کا اجلاس محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے کی صدارت میں منعقد ہوا۔ محترم مرزا محمد اسحاق صاحب کی تلاوت کلامِ پاک کے بعد مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب فاضل نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام ؎

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

خوش الحانی سے سُنایا۔

تلاوت و نظم خوانی کے بعد مکرم و محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے "برکاتِ قرآنی" کے عنوان سے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے آغازِ خطاب میں فرمایا کہ ایک برکت جو کہ عملی شکل میں ہمیں نظر آرہی ہے وہ یہ ہے کہ علماء روزانہ قرآنِ کریم کی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کرتے رہے ہیں۔ اور اس تعلیم کا اثر یہ ہے کہ احباب و مستورات بڑے ذوق و شوق سے کثیر تعداد میں جلسوں میں شریک ہو رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ آپ لوگوں نے ابھی سُورۃ الرحمٰن کی ابتدائی آیات تلاوت سُنی ہیں۔ خُدا تعالیٰ نے اپنی صفتِ رحمانیت کو ان آیات میں پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ اسی صفت کے تحت اُس نے قرآنِ کریم کو نازل فرمایا ہے۔ کیونکہ ہر وہ چیز جو انسان کو بن مانگے دی گئی ہے وہ صفتِ رحمانیت کے تحت خدا تعالیٰ نے دی ہے۔ قرآنِ کریم جیسی پُر معارف اور لازوال کتاب بھی اسی صفت کے نتیجہ میں ہمیں عطا کی ہے جو کہ سراسر خیر اور برکت کا موجب ہے۔

آپ نے فرمایا کہ قرآنِ کریم کا یہ اسلوب ہے کہ وہ جو بھی دعویٰ کرتا ہے اس کی دلیل بھی دیتا ہے۔

آپ نے بتایا کہ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ثبوت آپ کا اپنا وجودِ باجود ہے۔ اسی طرح قرآنِ کریم ایک ایسی کتاب ہے کہ وہ بھی اپنی سچائی اور صداقت کا خود ہی ثبوت ہے۔ ہم جو دیگر کتب سے قرآنِ کریم کی صداقت کے دلائل دیتے ہیں وہ بطورِ زائد ہوتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف کتب کے ایسے اقتباسات پڑھ کر احباب کو سُنائے جن میں قرآنِ کریم کی سچائی اور قرآنِ کریم کا سراسر خیر و برکت کا باعث ہونا اور اعلیٰ اور مکمل تعلیم کا مجموعہ ہونا واضح کیا گیا ہے۔ اس طرح آپ نے اپنی تقریر ختم فرمائی۔

آخر میں محترم صدرِ مجلس نے دُعا کروائی اور ہفتہ قرآن مجید کی تقریب کے اختتام کا اعلان فرمایا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کریم کے بیان کردہ تمام احکامات پر پوری طرح عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بعض اُمور کی وضاحت

بقیہ اداریہ صفحہ ۲

اور نہ ہی اپنے مسلک کو بالجبر کسی دوسرے پر مسلّط کرنا روا سمجھتے ہیں۔ اس بارہ میں احمدیہ جماعت کی ۸۶ سالہ تاریخ شاہدِ ناطق ہے۔ پس یہ ہے ہماری تبلیغ اور دوسروں کو دعوت دینے کے انداز میں بنیادی مگر نمایاں فرق۔ اگر دوسرے لوگ اپنا نظریہ یا مسلک دوسروں پر مسلّط کرنے میں سختی اپناتے ہیں تو یہ اُن کا اپنا طریق ہے ہم اُن کے ایسے طریق سے بری ہیں۔

باقی رہا دوسرے مذاہب اور اُن کے پیشوایان کے متعلق احمدیہ جماعت کا مسلک سو وہ بھی واضح ہے۔ آپ نے کانفرنس ہی میں احمدی مقررین کی زبانی اس کی مکمل تفصیل سُن لی ہوگی۔ زیادہ تفصیل کی تو یہاں گنجائش نہیں۔ البتہ اس تعلق میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی مشہور و معروف کتاب "تحفۂ قیصریہ" کے حسبِ ذیل دو اقتباس جماعت کے مسلک کے بارہ میں حرفِ آخر کا رنگ رکھتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:---

(۱) "خُدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ دُنیا میں جس قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہیں اور استحکام پکڑ گئے ہیں اور ایک حصہ دُنیا پر محیط ہو گئے ہیں اور ایک عمر پا گئے ہیں اور ایک زمانہ اُن پر گذر گیا ہے اُن میں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کی رُو سے جھوٹا نہیں اور نہ اُن نبیوں میں سے کوئی نبی جھوٹا ہے۔"

(تحفۂ قیصریہ صفحہ ۳ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

(۲) "یہ اُصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم اُن تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دُنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں۔ اور خدا نے کروڑہا دلوں میں اُن کی عزت و عظمت بٹھا دی اور اُن کے مذہب کی جڑ قائم کر دی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصُول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آگئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔"

(تحفۂ قیصریہ صفحہ ۶ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

اُمید ہے کہ اس مختصر سی وضاحت کے بعد مُدیر محترم کی طرف سے اُٹھائے گئے سوالات کے حل کرنے میں کوئی دقت نہیں رہے گی۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلنے اور اس فانی زندگی میں ایسے عمل بجا لانے کی توفیق دے جس سے وہ خوشنود ہو۔

اٰمِیْن بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ٭

درخواستہائے دُعا

(۱)۔ عاجزہ ایک عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہے نیز بچے بھی بسا اوقات بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ شوہر بے روزگار ہیں کبھی کام ملتا ہے تو کبھی نہیں ملتا۔ اس لئے سخت مالی پریشانی کا سامنا ہے پھر بیماری وبالِ جان بن جاتی ہے۔ احبابِ جماعت سے گزارش ہے کہ دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے بچوں کو صحت و تندرستی سے رکھے اور مالی پریشانیوں کو دُور فرما کر راحت کے سامان پیدا کرے آمین۔ خاکسار صغریٰ بی بی احمدی۔ بھدرک۔

(۲)۔ خاکسار کی والدہ پچھلے دنوں سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ اُن کی کامل شفایابی کے لئے نیز خاکسار کی بہن اور چھوٹے بھائی کو ٹائیفائڈ ہوا ہے اُن کی کامل شفایابی کے لئے تمام بزرگان کی خدمت میں درخواستِ دُعا ہے۔ خاکسار: سید نسیم احمد متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان۔

(۳) برادرم مکرم ماسٹر محمد شریف صاحب بٹ کی والدہ محترمہ کافی عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ تمام درویشان و احبابِ جماعت سے اُن کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار مبارک احمد بٹ قادیان۔

(۴) مکرمہ اعظم النساء صاحبہ اہلیہ مکرم سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب آف حیدر آباد چند ماہ سے کمر میں درد کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احبابِ جماعت سے محترمہ کی شفاء کاملہ عاجلہ کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ نیز عزیز محمد عظیم الدین صاحب کو کالج میں داخلہ مل جانے کیلئے بھی دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار سعادت احمد جاوید قادیان۔

(۵)۔ مکرم بابو سلامت علی صاحب بھاٹی گیٹ لاہور جو مکرم خورشید احمد صاحب نائب ایڈیٹر "الفضل" کے والدِ محترم ہیں شدید طور پر علیل ہیں۔ احبابِ جماعت سے موصوف کی صحتِ کاملہ عاجلہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: عبدالرحیم دیانت درویش قادیان۔

(۶) برادرم مکرم محمد عظمت اللہ صاحب اپنے کاروبار میں برکت اور رُوحانی ترقیات اور نیک مقاصد میں کامیابی کے لئے تمام احبابِ جماعت سے درخواستِ دُعا کرتے ہیں۔ خاکسار محمد کریم الدین شاہد قادیان۔

سینگوں اور گھاس سے تیار کردہ دلآویز مصنوعات

۱۔ سینگ اور لکڑی سے تیار کردہ پرندوں اور جانوروں کی دِل آویز شکلیں۔
۲۔ گھاس سے تیار کردہ منارۃ المسیح۔ مسجد اقصیٰ۔ مختلف مناظر۔ دُنیا بھر کی مساجدِ احمدیہ اور مشن ہاؤسز کی تصاویر جو تبلیغی فوائد رکھتی ہیں۔
۳۔ عید مُبارک کے کارڈ اور دیگر تصاویر۔

خط و کتابت کا پتہ:-

THE KERALA HORNS
EMPORIUM
TC. 38/1582, MANACAUD.
TRIVANDRUM (KERALA)
PIN. 695009.

PHONE No. 2351.
P.B. No. 128.
CABLE:- "CRESCENT"

ہر قسم اور ہر ماڈل

کے موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے "آٹو ونگس" کی خدمات حاصل فرمائیے

آٹو ونگس

AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS-600004.
Phone No. 76360.

آل کشمیر احمدیہ مسلم کانفرنس کی تاریخوں میں تبدیلی

اب کانفرنس بتاریخ ۱۴ و ۱۵ اگست بروز ہفتہ و اتوار منعقد ہوگی

احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بعض وجوہ کی بناء پر تاریخوں میں تبدیلی کرنی پڑی ہے۔ اب انشاء اللہ آل کشمیر احمدیہ مسلم کانفرنس ۱۴ و ۱۵ اگست ۷۶ء کی تاریخوں میں "ناصر آباد" میں منعقد ہوگی۔ احباب کو چاہیئے کہ کثرت سے اس بابرکت کانفرنس میں شرکت فرمائیں۔ اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے دعائیں بھی کرتے رہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مرکز میں قیام کا نادر موقعہ!

انجمن وقف جدید کے دفتر میں گریجوایٹ پاس کلرک کی ضرورت ہے جو حساب (ریاضی) میں ہوشیار ہو۔ اور اردو لکھنا پڑھنا جانتا ہو۔ مرکز میں رہائش کے خواہشمند احباب کے لئے نادر موقعہ ہے۔ ایسے احباب اپنی خودنوشتہ درخواستیں مع نقول سرٹیفیکیٹ اپنی جماعت کے صدر یا امیر جماعت کی تصدیق کے ساتھ بھجوادیں۔ گریڈ: ۳۶۷-۱۲/۲۳۵-۱۰-۱۸۵

گرانی الاؤنس اور P. F. کی بھی سہولت ہوگی۔ نیز دیگر مراعات وقتاً فوقتاً دی جاتی ہیں۔ ان سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

چندہ درویش فنڈ

اس تحریک کے شروع میں تو چند سال بہت سے دوستوں نے بڑھ چڑھ کر پورے اخلاص کے ساتھ حصہ لیا لیکن تحریک کے ایک دو سال بعد اکثر دوستوں نے غلطی سے یہ سمجھ لیا کہ درویش فنڈ کی تحریک ایک وقتی تحریک تھی۔ حالانکہ موجودہ درویشی دور میں قادیان کی آبادی میں بفضلہ تعالیٰ اضافہ کے ساتھ ان کے اخراجات کے لئے زیادہ رقم درکار ہے۔ اور پھر ملک کی بڑھتی ہوئی مہنگائی کی وجہ سے بھی روز بروز مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

لہٰذا مخلصین جماعت کو چاہیئے کہ وہ اس مستقل تحریک کی اہمیت کے پیش نظر اس میں زیادہ باقاعدگی اور توجہ سے حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

ناظر بیت المال آمد - قادیان

اعلانِ نکاح

مورخہ ۹/۷/۷۶ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے مکرم مبرور احمد صاحب ابن مکرم چوہدری محمود احمد صاحب بشر کے نکاح کا اعلان مکرمہ امۃ الحی صاحبہ بنت مکرم میر غلام رسول صاحب یاری پورہ (کشمیر) کے ہمراہ مبلغ پانچ ہزار (5000) روپے حق مہر کے عوض فرمایا اور دعا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعث برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے آمین۔

مکرم چوہدری محمود احمد صاحب بشر نے اس خوشی کے موقعہ پر مبلغ پانچ روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔　　(ایڈیٹر بدر)

درخواست دعاء

احباب کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے خاکسار کو امسال بی ایس سی کے امتحان میں فرسٹ کلاس کامیابی عطاء فرمائی۔ اب بی ایم ایس سی میں داخلہ لینے کی خواہش رکھتا ہوں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میرے لئے اس کلاس میں داخلہ کے سامان کر دے۔

خاکسار: محمد عمر احمد ولد فاروق احمد صاحب شاہ آباد۔

نوٹ:- موصوف نے پانچ روپے شکرانہ فنڈ میں اور پانچ روپے درویش فنڈ میں ادا کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ۔

خدام الاحمدیہ صوبہ کشمیر کے دوسرے سالانہ اجتماع کی تاریخوں میں تبدیلی

اب خدام الاحمدیہ کا یہ اجتماع بتاریخ ۷ و ۸ اگست بروز ہفتہ و اتوار ہوگا

مجالس خدام الاحمدیہ صوبہ کشمیر کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بعض وجوہ کی بناء پر تاریخوں میں تبدیلی کرنی پڑی ہے۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ خدام الاحمدیہ صوبہ کشمیر کا سالانہ اجتماع ۷/۸ اگست بروز ہفتہ و اتوار بمقام "آسنور" (کولگام) منعقد ہوگا۔ اس اجتماع میں تمام جماعتوں کے خدام کا شرکت کرنا ضروری ہے اس اجتماع کی کامیابی کیلئے بھی دعائیں کرتے رہیں۔

مرزا وسیم احمد
صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

مرمت چار دیواری بہشتی مقبرہ

باغ اور بہشتی مقبرہ کے اردگرد زر کثیر خرچ کر کے پختہ چار دیواری وقت کے تقاضا کے پیش نظر بنائی گئی تھی۔ اس چار دیواری کی مرمت کے لئے دفتر بہشتی مقبرہ میں ایک مد "مرمت چار دیواری بہشتی مقبرہ" مشروط بہ آمد رکھی گئی ہے۔ یعنی اس غرض کے لئے بوقت ضرورت خزانہ صدر انجمن احمدیہ سے خرچ نہیں ہو سکے گی۔ البتہ احباب جماعت میں تحریک کر کے حاصل ہونے والی رقم سے مرمت کے اخراجات ہوں گے۔

اس وقت بہشتی مقبرہ کی غربی دیوار کا ایک حصہ جس کے پچھلی طرف خاصہ نشیب ہے گرنے کے قریب ہے۔ اور اس وقت ایسی صورت پیدا ہو گئی ہے کہ شاید چند دنوں میں یہ دیوار گر جائے گی۔ اگر فوری طور پر اس کو دوبارہ تعمیر نہ کیا گیا تو بہشتی مقبرہ کی حفاظت کو سخت نقصان پہنچے گا۔ ہماری امانتی مد مرمت چار دیواری بہشتی مقبرہ میں اس وقت بہت قلیل رقم موجود ہے۔ ضرورت ہے کہ مخیر احباب فوری طور پر اس مد میں رقوم بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ تاکہ دیوار کو تعمیر کیا جائے اور بہشتی مقبرہ کی حفاظت میں خلل نہ پڑے۔

رقوم محاسب صاحب کے نام مد مرمت چار دیواری بہشتی مقبرہ میں بھجوائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب جماعت اور مخیر احباب کو جلد اس ضروری فرض سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

شادی فنڈ

صدر انجمن احمدیہ کے بجٹ میں ایک مد "شادی فنڈ" کی قائم ہے۔ جس میں سے درویشوں کے بچوں کی شادیوں کے مواقع پر امداد دی جاتی ہے۔ اس فنڈ کو اس وقت مضبوط کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ خدا کے فضل سے درویشوں کے قریباً دو سو بچے (لڑکے - لڑکیاں) اس وقت شادی کے قابل ہیں۔

بعض مخلصین احباب نے اس فنڈ میں بہت ہی قابل قدر تعاون دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ خوشیوں کے مواقع پر اپنے درویش بھائیوں کے بچوں کی شادیوں کے لئے حسب حالات رقوم مد "شادی فنڈ" میں ارسال کرتے رہیں۔

ناظر بیت المال آمد - قادیان

پتہ مطلوب ہے

مکرم عبد القادر صاحب ولد محمد قاسم صاحب موصی نمبر ۱۳۰۹۸ ساکن بہرام پور مغربی بنگال کا موجودہ ایڈریس درکار ہے۔ اگر عبد القادر صاحب خود اس اعلان کو پڑھیں یا احباب جماعت میں سے کسی کو ان کے موجودہ ایڈریس کا علم ہو تو دفتر ہذا کو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان